THE
SENATE OF PAKISTAN
DEBATES

OFFICIAL REPORT

Thursday, June 07, 2012
(82nd Session)
Volume VI No.05
(Nos.01-08)

CONTENTS

		Pages
1.	Recitation from the Holy Quran ……….	1
2.	Leave of Absence ……………………...	2
3.	Further Discussion on the Budget 2012-13…	2-39

Printed and Published by the Senate Secretariat, Islamabad.

Volume VI	SP.VI(05)/2012
No.05	15

SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Thursday, June 07, 2012

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad at fifty one minutes past ten in the morning with Mr. Presiding Officer (Mr. Gul Muhammad Lot) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔

وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا ۝٢ وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ ۚ
وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ ۚ اِنَّ اللّٰهَ بَالِغُ اَمْرِهٖ ۚ قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ
لِكُلِّ شَيْءٍ قَدْرًا ۝٣

ترجمہ: اور جو اللہ سے ڈرتا ہے وہ اس کے لیے (دنیا وآخرت کے رنج و غم سے) نکلنے کی راہ پیدا فرما دیتا ہے۔ اور اسے ایسی جگہ سے رزق عطا فرماتا ہے جہاں سے اس کا گمان بھی نہیں ہوتا، اور جو شخص اللہ پر توکل کرتا ہے تو وہ (اللہ) اسے کافی ہے، بے شک اللہ اپنا کام پورا کر لینے والا ہے، بے شک اللہ نے ہر شے کے لیے اندازہ مقرر فرما رکھا ہے۔

(سورۃ الطلاق آیات 2تا3)

Mr. Presiding Officer: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ Let us take the leave applications first.

LEAVE OF ABSENCE

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: سینیٹر عبدالحسیب خان صاحب نے ناسازی طبیعت کی بنا پر مورخہ 2012-6-6 تا اختتامِ حالیہ اجلاس ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

Further Discussion on the Budget 2012-13

Mr. Presiding Officer: Now I give the floor to Mr. Muhammad Nisar to start the debate on the budget.

سینیٹر نثار محمد: اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین! آپ کا شکریہ کہ اس بجٹ اجلاس کے موقع پر آپ نے مجھے پہلی مرتبہ بات کرنے کا موقع فراہم کیا۔ یہ میری چونکہ پہلی تقریر ہے اس لیے میں اپنی طرف سے معزز اراکین سینیٹ اور سینیٹ سٹاف کو السلام علیکم عرض کرتا ہوں۔ جناب چیئرمین! میری تقریر کل کے اجلاس میں متوقع تھی اور آپ بھی موجود تھے، جس طرح اس Chair سے توقعات تھیں، وہ پوری نہیں ہوئیں لیکن اس کے باوجود ہم اس ایوان میں رہتے ہوئے Chair سے انصاف کی توقع رکھتے ہیں۔

جناب چیئرمین! بجٹ کے حوالے سے میری کچھ گزارشات ہیں۔ کسی بھی ملک کے بجٹ کا زیادہ تر انحصار revenue collection پر ہوتا ہے۔ اس بجٹ میں FBR کی طرف سے 2381 billion کے tax وصولی کی توقع کی گئی ہے، جس طرح حکومت کی موجودہ صورت حال جا رہی ہے تو یہ بہت ہی مشکل کام لگتا ہے کہ ہم اس target کو achieve کر لیں۔ جناب والا! میری ایک تجویز ہے کہ transit trade کے نام پر ملک میں اس وقت smuggled goods کی جو بہتات ہے اگر اس پر غور کیا جائے اور جن چیزوں پر Afghan Transit Trade کی اجازت ہے، ان کی import کی اجازت دی جائے تو میرے خیال میں ہمیں ایک huge amount revenue کی شکل میں مل سکتا ہے۔ پانچ سال پہلے electronic and cosmetic goods کی import کی اجازت تھی اور ان دو

تین چیزوں سے سالانہ تقریباً پانچ ارب روپے سے زیادہ کا revenue آتا تھا لیکن جب سے یہ حکومت آئی ہے اس نے FBR میں Director Evaluation کے نام سے ایک ادارہ بنایا ہوا ہے جس کی ہٹ دھرمی اور غلط پالیسیوں کی وجہ سے انہوں نے evaluation کا طریقہ کار اس طریقے سے بنایا ہوا ہے کہ وہی items جو import ہو رہے تھے وہ transit trade کی شکل میں import ہو کر دوبارہ اسی ملک میں سمگل ہوتی آرہی ہیں۔ میرا خیال یہی ہے کہ اس طرح ایک طرف تو اگر سمگلنگ کی روک تھام ہے اور دوسری طرف اگر ان چیزوں پر غور کیا جائے۔ اس طرح اس میں اور بھی مختلف items ہیں، ٹائرز ہیں، جو local manufacturers بھی نہیں ہیں، ان کی ملک میں انڈسٹریز بھی نہیں ہیں جس طرح میں نے عرض کر دیا، electronic goods جس میں DVDRs, CDVRs ہیں اگر ان چیزوں کی import کی اجازت دی جائے جس کی already اس ملک میں production بھی نہیں ہے اور ان کے manufacturers بھی نہیں ہیں تو اس کی import سے ایک خطیر رقم ملک کے خزانے میں جمع ہو سکتی ہے۔

جناب چیئرمین! اس بجٹ پر میرا جو دوسرا نکتہ ہے اور جس point کی طرف میں آرہا ہوں وہ بیرونی قرضہ جات ہیں۔ اس وقت ملک کی معیشت ابتر حالت پر پہنچ چکی ہے۔ میرے کچھ بھائی جو اس پارلیمنٹ میں بیٹھے ہوئے ہیں وہ اپنے سنہری الفاظ سے اپنی کوتاہیوں اور غلطیوں کا تو ازالہ کر سکتے ہیں لیکن اس پارلیمنٹ کے باہر جا کر اگر ان عوام سے پوچھا جائے کہ ان پر کیا گزرتی ہے تو میرے خیال سے آج کل پاکستان کی جو حالت ہے خصوصاً بیرونی قرضوں کی، اس وقت یہ قرضہ جات 12 ہزار ارب سے تجاوز کر چکے ہیں۔ اس پر اگر calculation کی جائے تو میرے خیال میں 18 کروڑ عوام کا ایک ایک بچہ مقروض ہو چکا ہے۔ دوسری طرف یہ قرضہ جات ہم کس طرح بیرونی دنیا سے حاصل کرتے ہیں، خیرات، زکوٰۃ اور بھیک مانگ کر۔ اس قوم کے سربراہان کس طریقے سے جا کر ہمارے پاکستان کی نمائندگی کرتے ہیں اور خیرات کی طرح اس ملک کو چلاتے ہیں جو انتہائی دکھ کی بات ہے۔ دوسری طرف جناب چیئرمین! ایک سال کے اندر 195 بلین تک کرپشن ہوتی ہے اور اگر اس تناسب سے یا دوسری طرف جو اس گورنمنٹ کے موجودہ چیئرمین نیب ہیں ان کی اگر آپ figures کا موازنہ کریں جو انہوں نے دئے ہوئے ہیں تو چار سال اس دور حکومت میں میرے خیال سے جو قرضہ جات آئے ہوئے ہیں وہ صرف اور صرف کرپشن کی نظر ہو گئے ہیں۔ 6 ہزار ارب قرضہ جات بن جاتے ہیں۔ یہ کہہ رہے ہیں کہ نہیں جب ہم نے اقتدار سنبھالا تو اس وقت 6 ہزار ارب روپے تھے لیکن اس کرپشن کی آپ

calculation کرلیں تو 7200 بلین روپے بنتے ہیں۔ میرے خیال سے یہی لوگ ہیں جو اپنے لئے وہی قرضہ جات جو قوم کو گروی کرلیتے ہیں صرف اور صرف کرپشن کی راہ میں استعمال کرتے ہیں۔ دوسری طرف قرضہ جات کی صورت میں معیشت کا یہی حال ہے کہ اس وقت ملک کے اندر 18% سے زیادہ نوٹ چھاپے جا رہے ہیں۔ جناب چیئرمین! اس سے آپ اندازہ کریں کہ اگر میری جیب میں سو روپے ہیں تو actual اس کی قیمت 88 روپے ہے۔

جناب چیئرمین! Transparency International Pakistan کے مطابق اگر دیکھا جائے۔ یہ وہ figures ہیں جب 2008 میں اس گورنمنٹ نے takeover کیا 390 بلین روپے پہلے سال کی کرپشن، 2009 کی 450 بلین روپے کرپشن، 2010 کی 825 بلین کرپشن اور 2011 کی 1100 بلین روپے کرپشن جو total ملا کر 2756 ارب روپے کرپشن بنتی ہے۔ یہ کہاں سے آرہی ہے اور یہ ملک کس طرح چلے گا؟ میں تین مہینوں سے اس پارلیمنٹ کو دیکھ رہا ہوں، خدارا! اس پارلیمنٹ سے لوگوں کو بہت توقعات ہیں۔ (عربی) اس کے بیچ میں بہت ہلکا سا پردہ ہے۔ جب اللہ تعالیٰ نے عزت دی ہے تو ذلت بھی اس کے ساتھ ہی ہے۔ عوام کس طرح اور کس سوچ پر آپ لوگوں کو elect کرکے لے آئے ہیں اور آپ کو حکمران بنایا ہے۔ آپ اس ملک کو کس طرف لے جا رہے ہیں؟ صرف الفاظ کی بات نہیں ہوتی ہے کہ اس کو سلیقے اور خوبصورتی سے رنگ دے کر آپ بہلا دیں بلکہ باہر جا کر آپ دیکھ تو لیں کہ لوگ کیا کہہ رہے ہیں؟ کس طرف یہ ملک جا رہا ہے؟ دن بدن ملک کی معاشی حالت بد سے بدترین ہوتی جا رہی ہے۔ 60 سال تو چھوڑیے ہماری تو اتنی age نہیں ہے لیکن ہم نے 35, 40 سال میں جو دیکھا ہوا ہے۔ آنے والی نسل بہت معذرت کے ساتھ، آنے والی نسل پوری کی پوری corrupt ہوتی جا رہی ہے۔ کوئی بچہ یہ نہیں سوچ سکتا ہے کہ مجھے بغیر پیسے کے نوکری مل جائے گی۔ میں اگر یہ قرضہ جات غلط بیان کر رہا ہوں 4 سال پہلے باہر نہیں جا رہا ہوں، ارکان پارلیمنٹ جو قومی اسمبلی اور یہاں پر بیٹھے ہوئے ہیں، جو گورنمنٹ کے ارکان اسمبلی ہیں ان سے پوچھا جائے کہ 4 سال پہلے 30% سے زیادہ اس وقت آپ لوگوں کی کیا position تھی؟ ان کے پاس Form submit کرنے کے لئے فیس نہیں تھی وہ ورکرز جمع کرتے تھے اور وہ ورکروں کی گاڑیوں میں آیا کرتے تھے۔ آج وہ لوگ 15, 20 کروڑ کی ایک ایک کوٹھی میں رہتے ہیں اور لینڈ کروزر گاڑیوں میں پھرتے ہیں۔ کہاں سے یہ پیسا آگیا ہے، یہ قوم کا پیسا نہیں ہے تو کس کا ہے؟ یہ کہہ رہے ہیں کہ ثبوت لے آئیں۔ اس سے بڑا ثبوت اور کیا ہو سکتا ہے جب ثبوت آجاتے ہیں تو پھر بھی آپ بھاگ جاتے ہیں، پھر عدالت کو بھی نہیں مانتے۔ جناب

چیئرمین! یہ وہ باتیں ہیں جو باہر کی باتیں ہیں in Parliament باتیں نہیں ہیں بلکہ لوگوں اور عوام کی باتیں ہیں۔

جناب چیئرمین! اس بجٹ میں میری ایک تجویز ہے کہ حکومت ملازمت کے سلسلے میں جو 120000 vacancies create کر رہی ہے، یہ ایک اچھی بات ہے کیونکہ بیروزگاری ہے، ایسا ہونا چاہیے لیکن میں جناب چیئرمین! آپ کی وساطت سے یہ پوچھنا چاہ رہا ہوں کہ آیا یہ ملازمتیں کس طریقے سے دی جائیں گی۔ جس طرح کا پچھلے چار سالوں کا ان کا ریکارڈ ہے کہ میں نے ذکر کیا کہ کسی بھی بچے کو آج اپنی ability پر، اپنی قابلیت پر بھروسا نہیں ہے۔ آپ یقین کریں جب بھی میں اپنے حلقے میں ہوتا ہوں یا اپنے علاقے میں ہوتا ہوں تو خدا شاہد ہے، یہ حقیقت ہے کہ تقریباً وہ لوگ جنہوں نے Masters یا Bachelors کیا ہوا ہے یعنی پڑھے لکھے لوگوں کے ذہنوں میں یہ بات آئی ہوئی ہے کہ اب تو سفارش بھی کام نہیں کرتی صرف اور صرف پیسا کام کرتا ہے اور صرف اور صرف پیسے کی مدد سے ہم ملازمتیں حاصل کر سکتے ہیں اور یہ ہے بھی حقیقت کیونکہ یہ already پچھلے چار سال سے ہو رہا ہے۔ آپ کوئی بھی مثال لے لیں۔ آپ لوگوں نے PTV میں کیا کیا ہے؟ ایک شخص peon سے assistant director بن جاتا ہے۔ جناب والا! یہ کیا ہو رہا ہے؟ اس قوم کے ساتھ کیا مذاق ہو رہا ہے؟

میں یہ عرض کر رہا تھا کہ ان vacancies پر بھرتی کے لیے ایک شفاف طریقہ کار ہونا چاہیے اور نہ کہ MPAs, MNAs اور سینیٹر صاحبان میں کوٹا تقسیم ہو کہ آپ کے بیس بندے ہیں اور آپ کے پچاس بندے ہیں، جس طرح اس وقت ہو رہا ہے۔ ان میں کرپشن کرکے ان اسامیوں پر بھرتی کے لیے پندرہ پندرہ اور بیس بیس لاکھ روپے لیے جائیں۔ لہٰذا میری ایک مودبانہ تجویز ہی سمجھ لیں، عرض سمجھ لیں یا جو بھی سمجھ لیں اس قوم کی خاطر، ان بچوں کی خاطر کہ اس کے لیے کم از کم ایک شفاف طریقہ کار اختیار کرنا چاہیے۔

اسی حوالے سے ایک اور بات کہ ان کے لیے حکومت وقت کیا کر رہی ہے۔ وہ بچے جنہوں نے masters or B.A. نہیں کیا ہوا ہے، تقریباً ایک اندازے کے مطابق 60% وہی لوگ ہیں۔ جناب چیئرمین! ان اسامیوں کو ہم اسی تناظر میں دیکھ رہے ہیں کہ یہ قوم کے لیے نہیں ہو رہا ہے بلکہ یہ ان کی اپنی جیبوں کے لیے ہو رہا ہے اور اگر ایسا نہیں ہے تو ان کو بھی دیکھ لیں جو 60% میں آتے ہیں۔ ان کے لیے حکومت وقت کیا کر رہی ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: آپ conclude کر لیں۔

سینیٹر نثار محمد: جناب چیئرمین! یہ میری پہلی تقریر ہے، اس لیے مجھے تھوڑا سا وقت اور دیں۔ ایک اور بات بجٹ کے حوالے سے یہ ہے کہ وزیر اعظم صاحب کا جو خصوصی fund ہے، یہ ایک بہت اچھی بات ہے اور یہ اچھی بات میں طنزیہ کہہ رہا ہوں۔ پچھلی عید کی رات ایک عبدالرحیم نامی شخص جس کی چار بچیاں ہیں، پانچ سو روپوں کی خاطر خود کشی کر رہا تھا اور ادھر 27 ارب کا خصوصی فنڈ وزیر اعظم صاحب کے لیے ہے۔ یہ کہاں کا انصاف ہے۔ ملک کے کیا حالات ہے؟ ان غریب لوگوں کی کیا حالت ہے؟ یہ رقم قوم کی ہے نہ کہ وزیر اعظم کی ہے۔ اگر وزیر اعظم اس خصوصی فنڈ میں رقم اپنی جیب سے دیں اور ملتان میں استعمال کریں، بیشک کوئی ہائی وے بنا دیں ہمیں کوئی اعتراض نہیں لیکن میں سمجھتا ہوں کہ یہ قوم کے ساتھ زیادتی ہے۔ میرا ذاتی خیال یہی ہے اور تجویز بھی یہی ہے کہ کم از کم اس فنڈ کا کچھ حصہ energy crisis پر خرچ کرنا چاہیے اور کچھ حصہ دہشت گردی میں ہونے والی بیواؤں اور یتیموں پر خرچ ہونا چاہیے۔

جناب والا! ایک اہم نکتہ بینظیر انکم سپورٹ پروگرام ہے۔ بجٹ کا بنانا میری ناقص رائے کے مطابق ذاتی یا پارٹی کے حوالے سے نہیں ہونا چاہیے بلکہ یہ پورے ملک کی عوام کی فلاح اور بہبود کو سامنے رکھتے ہوئے بنانا پڑتا ہے لیکن میں بہت معذرت کے ساتھ یہ عرض کروں گا کہ یہ بینظیر انکم سپورٹ کے نام پر ہے، بینظیر صاحبہ صرف پیپلز پارٹی کے لیے عظیم اور محترم نہیں تھیں بلکہ پورے پاکستان کے لیے، ہماری پارٹی کے لیے اور ہمارے لوگوں کے لیے بھی قابل احترام اور قابل عزت تھیں اور رہیں گی لیکن میں بہت معذرت کے ساتھ عرض کروں گا کہ کل میرے ایک بھائی بتا رہے تھے کہ بینظیر انکم سپورٹ پروگرام پر بھی اب تنقید ہو رہی ہے۔ حاجی عدیل صاحب جو کہ ان کے اتحادی ہیں اور ان کا تعلق ہمارے صوبے KPK سے ہے، ہم ان کا بہت احترام کرتے ہیں، وہ کل خود بتا رہے تھے کہ میرے حلقے میں مجھے ہی پتا نہیں کہ بینظیر انکم سپورٹ پروگرام سے کن کن کو پیسا ملتا ہے۔ مجھے تو آج تک پتا نہیں چلا۔ جناب والا! کل یہاں پر یہ discuss ہو رہا تھا کہ 750000 لوگوں میں جو کہ first stage تھی، ان کی غلط تقسیم ہو گئی تھی کیونکہ اس وقت system نہیں بنا تھا۔ جب system نہیں بنا تھا تو یہ حالت تھی اب ایک survey کے مطابق یہ تعداد 1300000 سے تجاوز کر چکی ہے۔ اس سلسلے میں بینظیر انکم سپورٹ پروگرام کی چیئرپرسن صاحبہ نے یہ کہا ہے کہ Rs.25

billion PPP Parliamentarian کی recommendations پر تقسیم ہو گئے ہیں۔ کیا یہ عوام PPP Parliamentarians کی ہے؟ میرے خیال میں اگر یہ عوام کے لیے پروگرام ہے تو اگر یہ 50 ارب سے 70 ارب کر لیتے تو تب بھی ہم اعتراض نہ کرتے بلکہ ہم کہتے کہ 200 ارب روپے کر لیں عوام کے لیے لیکن یہ پروگرام تو صرف جیالوں کا پروگرام ہے۔ جس طرح میں نے کہا کہ شہید محترمہ ہمارے لیے قابل احترام اور قابل عزت تھیں اور رہیں گی لیکن بہت معذرت کے ساتھ میں اس پروگرام کا نام آج سے تبدیل کر رہا ہوں۔ اس کا نام بینظیر انکم سپورٹ پروگرام نہیں ہے بلکہ اس کا نام جیالے ویلکم سپورٹ پروگرام ہونا چاہیے۔

جناب چیئرمین! ملک میں اور بھی جتنے crises ہیں، ان پر speech کرنا، speech کو چھوڑیں، جو عوام کے دلوں کی بات ہے، شاید الفاظ ہمارا ساتھ ہی نہیں دے رہے ہیں جو میں کہنا چاہتا ہوں۔۔۔۔

Mr. Presiding Officer: Thank you. You have already taken 25 minutes.

سینیٹر نثار محمد: بس تھوڑی سی اور بات۔ اس وقت ملک میں جو حالت ہے۔ بجلی کو آپ لے لیں۔ اس ملک میں کیا ہو رہا ہے؟ جو ہمارے دوسرے ساتھیوں نے تقاریر کی ہیں، میں اس پر کچھ کہہ نہیں سکتا کیونکہ میرا ذاتی خیال یہی ہے کہ اگر مجھے اس floor پر بات کرنی ہے تو صرف اور صرف غریب عوام کے لیے بات کرنی ہے۔ ہمیں ان لوگوں کا بھی خیال رکھنا چاہیے جن کے پاس پنکھے نہیں ہیں، جن کے پاس بلب نہیں ہے، جن کے پاس بجلی ہی نہیں ہے۔ جناب والا! اس ملک میں جو بجلی کا crisis ہے، آپ دیکھیں کہ 2007 سے 2012 تک بجلی کی پیداوار میں اضافے کا جو plan تھا وہ 11860 MW کا تھا جو اس حکومت نے بنایا تھا لیکن اس پر کتنا عمل درآمد کیا گیا؟ انہوں نے چار سالوں میں کیا کیا؟ انہوں نے بجلی کی پیداوار میں کتنا اضافہ کیا۔ پھر وہی بات آجاتی ہے یعنی کرپشن کی بات۔ جس ادارے میں 900 ارب روپے کی کرپشن ہو۔ ویسے تو اسحٰق ڈار صاحب نے اس پر پوری تفصیل سے بات کی ہے اور اپنی recommendations بھی دی ہوئی ہیں، جو بہت ہی قابل تحسین ہیں۔ میں توانائی کے بارے میں معمولی سی صرف دو چیزوں کے بارے میں بات کرنا چاہ رہا ہوں۔

جناب چیئرمین! before partition ملک کا سب سے پہلا جو بجلی گھر تھا وہ درگئی پن بجلی گھر تھا جو صرف 23 MW بجلی پیدا کرتا تھا۔ اب تو میگاواٹ تو بڑے دور کی بات ہے ہمیں تو ایک

ایک واٹ کی ضرورت ہے۔ اس بجلی گھر میں تھوڑی سی خرابی آگئی اور اس کی repair پر جو cost آ رہی تھی وہ تقریباً 25 سے 30 کروڑ روپے بن رہی تھی۔ جناب چیئرمین! میرے صوبے KPK کے بھائی بیٹھے ہوئے ہیں اور ان کو پتا ہے کہ اس حکومت کے رکن نے جو اس ایوان کے ایک بہت اہم عہدے پر فائز ہے اپنے ایک عزیز کو auction میں Rs.45200000/- میں فروخت کر دیا۔ یہ اس ملک کے ساتھ کتنی ناانصافی ہے۔ جبکہ اگر نیا بجلی گھر اس capacity کا لگایا جائے تو وہ چار یا پانچ ارب روپوں میں بھی نہیں لگ سکتا۔ یہ ہیں اس حکومت کے کارنامے۔

دوسری بات، اس ایوان کے ایک معزز رکن جو حکومت میں ایک اہم عہدے پر بھی فائز ہیں، ان کی ایک mill کا بجلی کا Rs.67000000/- bill ہے۔ جناب چیئرمین! اس کی payment کے لیے کیا طریقہ کار اپنایا گیا، Rs.3300/- per month کے حساب سے اس کی installments بنا دی گئی ہیں جو تقریباً 44 سالوں میں جا کر پوری ہوں گی۔ یہ شرم کی بات ہے۔ پھر بھی کہہ رہے ہیں کہ energy crisis ہے۔ اگر یہ crisis نہیں ہوگا تو کیا ہوگا؟

جناب چیئرمین! جس طرح میں نے پہلے ذکر کیا توانائی بحران کے بارے میں، ہمارے قائد حزب اختلاف نے بھی point to point بہت ہی اچھی تجاویز دیں اس توانائی کے بحران کے بارے میں اور میرے خیال میں حکومت کو چاہیے کہ اس پر غور کرے۔ اس بجٹ میں جو main اور focused بات ہے وہ مہنگائی ہے۔ جناب چیئرمین! یہ میری آخری بات ہے۔

جناب چیئرمین! مجھے air-conditioner کی پرواہ نہیں ہے، بیشک وہ مہنگا سے مہنگا ہو جائے۔ مجھے Land Cruiser کی پرواہ نہیں ہے، مجھے کاروں کی پرواہ نہیں ہے، بیشک یہ سب چیزیں مہنگی ہو جائیں، مجھے اگر پرواہ ہے تو ان 72% لوگوں کی پرواہ ہے جن کی وجہ سے یہ ایوان قائم ہے، جن کی وجہ سے آج ہم اس ایوان کی معزز کرسی پر بیٹھے ہوئے ہیں، جن کی وجہ سے آپ اس معزز کرسی پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ ان کے بارے میں ہمیں سوچنا چاہیے۔ 72% وہ لوگ ہیں جو اس مہنگائی کی دلدل میں پھنس رہے ہیں اور متاثر ہو رہے ہیں۔ اس چار سالہ دور حکومت میں اشیائے خور و نوش کی items 320% سے بھی زیادہ مہنگی ہو گئی ہیں۔ جناب چیئرمین! آپ بتا دیں کہ اس میں ایک غریب بندہ کس طرح زندگی گزارے گا، کس طرح وہ جیے گا۔

جناب چیئرمین! یہاں پر بات ہوئی کہ جو Rs.6000/- سے کم آمدنی والے ہیں ان کا تناسب 72% ہے لیکن میں آپ کو یہ بات بتانا چاہتا ہوں کہ ہم تو 20% pay increase کر

دیتے ہیں، یہ بہت اچھی بات ہے، وہ لوگ بھی ہمارے بھائی ہیں، اس قوم کے بچے ہیں اور ملک کے عوام ہیں لیکن ان 72% عوام کے لیے کیا کیا جا رہا ہے جو دیہاڑی دار ہے، جو ریڑھی والا ہے، ان کے لیے یہ حکومت وقت کیا کر رہی ہے۔ میں اس مہنگائی کی ایک مثال دے رہا ہوں، جبکہ یہاں تو بہت بڑی بڑی باتیں ہو گئی ہیں کہ ملک کے حالات بالکل ٹھیک ٹھاک ہیں، ملک صحیح سمت میں جا رہا ہے، یہاں پر کوئی گڑ بڑ نہیں ہے، یہ اپوزیشن نے ویسے ہی واویلا مچایا ہوا ہے۔ جناب والا! چھ ہزار روپے آمدنی والے لوگ جو اس ملک کی آبادی کا 72% ہیں ان کا بجٹ میں آپ کو بتاتا ہوں کہ ایک کلو دودھ جو کہ ستر روپے کا ہے جو چھ بندوں کے لیے ہے جس میں چار بچے اور دو میاں بیوی اور اس ایک کلو دودھ کی قیمت ستر روپے ہے۔ اسی طرح تین کلو آٹا درکار ہوتا ہے اگر دو وقت کی روٹی وہ کھائیں اور تین کلو آٹا Rs.96/- کا ہے۔ پھر چائے کی پتی ہے جو پورے دن میں اگر بیس روپے کی چائے استعمال کریں۔ یہ باتیں ذرا غور سے سنیے جناب چیئرمین! یہ عام باتیں نہیں ہیں۔ جناب جہانگیر بدر صاحب! آپ بھی غور سے سن لیں۔ میں نے کیا کہا ہے۔ آپ کس لیے بیٹھے ہیں اس ایوان میں۔ میں نے کیا کہا ہے، آپ مجھے وہ بتا دیں۔ ہم یہاں پر صرف باتیں سننے کے لیے تو نہیں آتے ہیں۔ آپ بتائیں میں نے کیا کہا ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: مہربانی کر کے آپ cross talk نہ کریں۔ اب آپ conclude کر لیں۔ because you have already taken 35 minutes.

سینیٹر نثار محمد: جناب والا! تین کلو آٹا Rs.96/- کا، چائے کی پتی Rs.20/- کی، گڑ کی قیمت Rs.30/- اور دودھ کی قیمت Rs.70/- کا ہے۔ یہ کل بن گئے .Rs.216/- یہ ان 72% لوگوں کا بجٹ ہے۔ اگر آپ ان کی آمدنی دیکھیں تو وہ Rs.6000/- کے حساب سے Rs.200/- روزانہ کی ہے۔ باقی ان کی medicines کا کیا ہو گا؟ ان کے کپڑوں کا کیا ہو گا؟۔

جناب چیئرمین! آپ بتائیں کہ کیا ہو گا؟ کچھ لوگ تو ایسے بھی ہیں کہ جن کی income تو کچھ بھی نہیں ہے۔ آپ یقین کریں کہ پچھلے دنوں ایک بندہ جو ایک باعزت آدمی تھا اس نے مجھے بتایا کہ بائیس سال میں، میں نے اور میرے گھر والوں نے، میرے بچوں نے اپنے بنائے ہوئے کپڑے نہیں پہنے ہیں۔ دوسرے لوگ جو دیتے ہیں وہ پہنتے ہیں۔

جناب چیئرمین! جیسے میں نے ذکر کیا کہ ایک طرف تو عبدالرحیم نامی شخص جس کے چار بچے ہیں وہ پانچ سو روپے کی خاطر خود کشی کر رہا ہے۔ یہ اس ملک میں کیا ہو رہا ہے؟ دوسری طرف مہنگائی کی یہ صورت حال ہے تو ہمیں اس پر focus کرنا چاہیے کہ ہم غریب عوام کے لیے کیا کریں۔ میری ذاتی تجویز ہے کہ Prime Minister Fund کے خصوصی حوالے سے کم از کم اگر کچھ اس توانائی crisis میں کر سکتے ہیں تو کریں ان غریبوں کے لیے۔خاص طور پر ہم جو یہ بجٹ دیکھ رہے ہیں اس میں ان لوگوں کے لیے کچھ کرنا ہے۔ میرے KPK کے بھائی بیٹھے ہوئے ہیں، فاٹا کے بھائی بیٹھے ہوئے ہیں، ایک سروے کے مطابق اگر 69 billion losses ہوتے ہیں تو 35% تو KPK and FATA کی طرف سے ہیں۔

جناب چیئرمین! اس میں فاٹا کے لیے تو فنڈ رکھا ہوا ہے۔ بلوچستان کے لوگ بھی ہمارے بھائی ہیں۔ ہم انتہائی خوش ہیں کہ ان کا بھی حق ہے انہیں بھی دیا جائے لیکن مالاکنڈ ڈویژن کے لیے اس میں کچھ نہیں رکھا گیا ہے۔ میں مالاکنڈ ڈویژن کی ضرورت کی بات نہیں کر رہا ہوں سب سے اہم بات یہ ہے کہ 850 وہی families جن کے والد، سرپرست اور بڑے دہشت گردی کا شکار ہو گئے، ہم کہتے ہیں کہ وہ مارے گئے ہیں، یہ غلط ہے یا ٹھیک ہے لیکن مارے گئے ہیں، ختم ہو گئی بات، یہ وقت ہی ثابت کرے گا کہ وہ ٹھیک تھے یا غلط تھے لیکن اسامہ جس کو دنیا کا سب سے بڑا دہشت گرد سمجھا جاتا ہے، اس کے لیے تو سعودی حکومت special flight بھیج کر اس کے بچوں کو سعودی عرب لے کر جا رہی ہے اور ان 850 بچوں کے لیے، یتیم بچوں کے لیے، بیواؤں کے لیے حکومت وقت کیا کر رہی ہے؟ ان کے لیے کیا plan ہے؟ جناب چیئرمین! آپ بتائیں کہ ان کی کیا غلطی تھی؟ باپ غلط تھا یا ٹھیک تھا وہ چلا گیا مگر آپ کے پاس ان کے لیے کیا پلاننگ ہے؟ خدا کے لیے ان لوگوں پر focus کریں۔ وہ ہمارے اپنے بچے ہیں، اس قوم کے بچے ہیں۔ ان کے والد غلط تھے مگر یہ بچے تو غلط نہیں تھے۔

جناب چیئرمین! یہ بڑی serious بات ہے اور serious issue ہے۔ اس کی طرف ضرور توجہ دینی چاہیے۔ میری اپنی سوچ ہے کہ اس ملک کا سب سے بڑا ناسور کرپشن ہے، بلکہ بہت معذرت کے ساتھ، اس فلور پر یہ بات کرنا مناسب بھی نہیں ہے لیکن اگر پاکستان کا دوسرا نام خدانخواستہ رکھنا پڑے تو وہ نام "کرپشن" ہوگا۔ کرپشن تو آسان سا لفظ ہے اس کے لیے اور کونسا لفظ تلاش کیا جائے، جو اس ملک کے ساتھ ہو رہا ہے۔

میں دوبارہ ذکر کر رہا ہوں کہ ان کے ایک tour پر سولہ اور بیس بیس کروڑ خرچ ہو رہے ہیں اور دوسری طرف ان بچوں کے لیے کیا ہے؟ خدارا! اس قوم پر رحم کریں۔ جس طرح میں نے پہلے ذکر کیا اور قرآن پاک کی آیت پڑھی کہ وتعز من تشاء وہ تزل من تشاء، اس کے بیچ بہت ہلکا سا پردہ ہے۔ عزت اور ذلت جڑے ہوئے ہیں۔ اگر ان عوام نے عزت دی ہے تو ذلت بھی اس کے ساتھ ہے۔ ہر بات کا جواب نہیں ہوتا کہ میری speech کے بعد کوئی بھائی کھے کہ اس نے یہ کر دیا اور دوسرے نے یہ کر دیا یہ ہر بات کا جواب نہیں ہوتا۔ انسان کے اندر بھی کچھ انسانیت ہونی چاہیے۔ ان باتوں کو تسلیم کرنا چاہیے۔

دوسری بات یہ ہے کہ جس طرح آپ کو علم ہے کہ already تمام اداروں کی پوزیشن اس وقت تباہی کے دہانے پر چلی گئی ہے۔ ہماری پارٹی کا موقف تھا، ٹھیک ہے، ہم ان سب باتوں کے باوجود پارلیمنٹ کی کارروائی کو چلاتے رہے اور ساتھ ساتھ چلتے رہے ہیں۔ آج بھی اگر ہم اس بجٹ تقاریر میں حصہ لے رہے ہیں تو صرف اور صرف اس قوم کی خاطر ورنہ یہ نااہل حکمران ہیں اور نااہل وزیراعظم ہے جس کی کابینہ معطل ہو چکی ہے۔ نہ وہ ہمارے وزیراعظم ہیں، نہ اس ملک کے وزیراعظم ہیں اور نہ رہیں گے کیونکہ جب سپریم کورٹ نے already اس کو نااہل کیا ہوا ہے، اس کی کابینہ نااہل ہو چکی ہے تو میرے خیال میں اس کو فنڈ دینے کا کوئی حق نہیں ہے اور ہم اس بات پر احتجاجاً واک آؤٹ کر رہے ہیں۔

(اس موقع پر مسلم لیگ (ن) ہاؤس سے واک آؤٹ کر گئی)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جی بدر صاحب۔

سینیٹر محمد جہانگیر بدر (قائد ایوان): جناب چیئرمین! میں ان سے درخواست کروں گا کہ دوسروں کو بھی سنیں۔ انہوں نے جو بات یہاں پر کی ہے، میں as a Leader of the House آپ کو suggest کرتا ہوں کہ Leader of the Opposition آتے ہیں تو میں ان سے بات کروں گا کہ اس بجٹ اجلاس کے بعد ہم ملکی اکانومی پر اس ہاؤس میں discussion کریں۔ اگر ان کے پاس ایسے حقائق ہیں اور کوئی specific ثبوت ہیں جو یہ یہاں پر data پیش کرنا چاہیں کہ کن لوگوں نے پاکستان کو لوٹا تو پھر یہاں پر یہ بھی تیاری کے ساتھ آئیں اور ہم بھی تیاری کے ساتھ آئیں گے اور میں بھی اس میں کچھ contribute کرنا چاہوں گا۔ وہ تمام ادوار جن میں جن مختلف لوگوں نے

مختلف آمریتوں کے ساتھ مل کر ملک کو لوٹا، جناب چیئرمین! میرے پاس اس کا ریکارڈ ہے۔ میں پچھلے چالیس سالوں میں ایک ہی طرح کے لوگوں کو ہر حکومت میں آنے والوں کی شکلیں دکھا سکتا ہوں اور ان کے اثاثے بتا سکتا ہوں۔ and they should be on record یہاں پر جن لوگوں نے قرضے لیے، جن لوگو ں نے قرضے معاف کروائے، آپ اس میں خود interest لیں اور Leader of the Opposition بھی میدان میں آئیں اوروہ بتائیں کہ کون لوگ ہیں جنہوں نے یہاں پر بنکوں کے ذریعے ملکی دولت کو لوٹا ہے اور قرضے معاف کرائے ہیں۔ ان کے نام ظاہر کیے جائیں اور ان سے قرضے واپس لیے جائیں۔

یہاں پاکستان کی population میں ایک فی صد سے کچھ زیادہ لوگ ٹیکس دیتے ہیں۔ کہاں ہیں وہ سرمایہ دار اور جاگیردار اور بااثر خاندان جو ہر دو چار سال کے بعد ایک نودولتیا کلاس کی شکل میں ملک کی دولت پر قبضہ کرنے نئی شکلوں کے ساتھ آجاتے ہیں۔ آپ ان سے پوچھیں and bring them on the record. کہ وہ یہاں پر اپنے اثاثے بھی بتائیں اور یہ بھی بتائیں کہ پچھلے سالوں میں کس کس نے ٹیکس دیا اور یہ خود بھی اپنے متعلق بتائیں۔ یوں صرف government پر الزام لگادینا اور پاکستان پیپلز پارٹی کے متعلق کہہ دینا، پاکستان پیپلز پارٹی میں پاکستان کی feudal politics میں کچھ لوگ تو یہاں پر ایسے ہو سکتے ہیں جو جاگیردار ہوں اور سیاست میں آگئے ہوں۔ پاکستان پیپلز پارٹی کے 80% کارکن آج معاشی بدحالی کا شکار ہیں۔ آج مہنگائی سے متاثر سب سے زیادہ ہم لوگ ہیں۔ جو لوگ یہاں پر صرف symbolically نام استعمال کرکے پاکستان پیپلز پارٹی کو بدنام کرنے کی کوشش کررہے ہیں، ہاؤس، میں لیڈر آف دی اپوزیشن کا فرض ہے کہ وہ اپنی جماعت کو بھی بچائیں اور ہماری تاریخ بھی مسخ نہ کریں اور بیٹھ کر یہاں اکانومی پر بحث کریں۔

I would like to contribute in this respect and thank you Mr. Chairman.

Mr. Presiding Officer: I think it is a good suggestion that after this session we should sit with the Leader of the Opposition and chalk out the agenda that we may discuss on Pakistan's economy and all should come up with their suggestions. Yes, Ahmed Hasan *sahib.*

سینیٹر احمد حسن: جناب والا! ان کا طریقہ کار یہ رہا ہے کہ اپنی بات کر کے بھاگ جاتے ہیں۔ دوسرے کی بات سننے کا ان میں حوصلہ و صلاحیت ہی نہیں ہے۔ میں کے پی کے سے تعلق رکھتا ہوں۔ مجھے علم ہے کہ مالا کنڈ ڈویژن، جہاں سے میرے دوست کا تعلق ہے، میں ترقی کا کیا حال ہے۔ کے پی کے میں موجودہ حکومت کی اصلاحات کی وجہ سے اس سال کے آخر میں انشاء اللہ تعالیٰ بجلی کی کیا حالت ہو گی اور ترقی کا کیا ہو گا۔ جن کی حکومتوں میں کے پی کے تباہ ہوا ہے، وہ سب اگر سن لیتے تو پھر آپ فیصلہ کرتے اور غیر جانبدار لوگ فیصلہ کرتے کہ کم از کم کے پی کے اور مالا کنڈ ڈویژن کے ساتھ ان کا رویہ عوام دشمن ہے، وہ آج میں بتا دیتا لیکن اب ہم کیا کریں۔ آپ مہربانی کر کے اس کے لیے کوئی طریقہ نکالیں۔ یہ تو ہمیں اپنی بات بتا کر چلے جاتے ہیں، بھاگ جاتے ہیں اور ہمیں نہیں سنتے۔ اگر یہ ہمیں نہیں سنتے تو ہم ان کو بھی سننے نہیں دیں گے کیونکہ ہم بھی بات کرنا جانتے ہیں۔ ہم شریف لوگ ہیں۔ اب اگر وہ مجھے دیکھ کر کہتے ہیں کہ کے پی کے کی طرف سے کوئی بات کرتا ہے تو وہ اپنے ضمیر کو جھنجھوڑے۔ میں آج ان کے ضمیر کو جھنجھوڑنے والا تھا۔ میں جذباتی آدمی نہیں ہوں۔ آپ دیکھ رہے ہیں۔ میں ایم این اے رہا ہوں۔ میرے ساتھ بیٹھے ہوئے سینیئر پارلیمنٹیرینز کو پتا ہے۔ شیرانی صاحب کو پتا ہے۔ ہماری لیڈر شپ کو پتا ہے کہ جب محترمہ شہید بے نظیر بھٹو صاحبہ اپوزیشن میں ہماری قائد تھیں۔ ہم ان کے ساتھ تھے۔ اس وقت کی حکومت میں جب بھی بی بی تقریر کرتیں، اس کے بعد ایک آدمی کو تیار کر کے بٹھایا جاتا اور وہ گالیوں کی حد تک چلا جاتا۔ آج ہماری شرافت کی کیا حالت ہے اور آج ان کی بزدلی کی یہ حالت ہے۔ وہ سن لیں اور بیٹھیں۔ اپنے میں اس کا حوصلہ پیدا کریں۔ بے شک ڈار صاحب کی طرح تقریر کریں۔ دلائل دیں۔ اگر کوئی شخص ڈسٹرکٹ کونسل درجے کی اہلیت رکھتا ہے اور اس کو اگر کوئی نیم خواندہ شخص نوٹ تھما کر دے دیتا ہے کہ جا کر تقریر کریں اور اسے بجٹ کی ابجد کا بھی پتا نہیں ہوتا۔ خدا کے لیے اسے discourage کریں اور ہمیں پارٹی لیڈر شپ اجازت دے دے اور ہمیں ٹائم دیں کہ ہم جس صوبے سے آئے ہیں، اس صوبے کی ترقی کے حوالے سے بات کریں کہ کب کیا ہوا ہے، کب کیا نہیں ہوا۔ آج کیا ہو رہا ہے اور آج اس صوبے کی کیا حالت ہے، گدون امازئی کو کالا ناگ کس نے کہا تھا اور کس کی حکومت میں کہا تھا؟ کیوں کر کسی نے لواری ٹنل کے منصوبے کو بند کیا تھا جو شہید بے نظیر بھٹو، شہید ذوالفقار علی بھٹو نے شروع کیا تھا اور اسی نقشے، اسی ڈیزائن پر اب دوبارہ کام شروع ہوا ہے۔ کس نے بند کیا تھا؟ جنرل ضیاء الحق نے بند کیا تھا۔ جنرل ضیاء الحق کا

blue-eyed کون تھا؟ جو ہمارا لیڈر آف دی اپوزیشن ہے۔ یہ سب باتیں ہم جانتے ہیں۔ یہ ہم کہنا نہیں چاہتے کیونکہ یہ بہت بڑا اادارہ ہے۔ اس کا اپنا ایک وقار ہے۔ اس میں بات کرنے کا ایک طریقہ ہے۔ اس میں لوگوں کو گالیاں دینا، اس میں صرف خرابی کی بات کہنا، یہ ہماری ترقی کے راستے میں رکاوٹ ہے۔ آج بھی دو ڈیمز کو اربوں کروڑوں روپے ملے ہیں۔ ایک منڈا ڈیم کو نہیں ملے۔ ہمارے اپنے بھائی نے تجویز کیا ہے کہ اس کو بھی دے دیں۔ کل مجھے کمیٹی کے چیئرمین زاہد خان صاحب نے کہا تھا کہ مالاکنڈ کے گرڈ اسٹیشن کی up-gradation کے لیے اس سال اسّی کروڑ روپے منظور ہوئے ہیں۔ مالاکنڈ ایجنسی اور پورے سوات میں بشمول دیر میں سوئی گیس کا منصوبہ کس نے منظور کیا ہے اور کس کے کہنے پر اس پر کام ہو رہا ہے؟ میں آپ سے درخواست کرتا ہوں۔ میں تھوڑا جذباتی ہو گیا۔ میں شریف آدمی ہوں۔ میں دلیل سے بات کرتا ہوں لیکن یہ کیا بات ہے کہ آدمی اپنی بات کر کے چلا جاتا ہے اور بھاگ جاتا ہے۔ یہ کوئی طریقہ نہیں ہے۔ صحیح بات یہ ہے کہ یہ جو کچھ کہہ رہا ہے، غلط کہہ رہا ہے اور کوئی اس کے بعد کہنے والا ہو گا، جو غلط کو غلط ثابت کرے گا اور ٹھیک کو ٹھیک ثابت کرے گا۔ میں ڈپٹی سپیکر رہا ہوں، لاء منسٹر رہا ہوں، میں ڈسٹرکٹ کونسل کا چیئرمین اور آخری ناظم رہا ہوں۔ مجھے فخر ہے کہ میں شہید بے نظیر بھٹو کے پہلو میں جو لیڈر آف دی اپوزیشن تھیں ان کے ساتھ کام کر چکا ہوں۔ میں بات کرنے کا طریقہ جانتا ہوں۔ میرے دوستوں کو پتا ہے۔ مجھے جانتے ہیں۔ اب بھی اپوزیشن کے سینیئر پارلیمینٹیرینز جب بھی مجھ سے ملتے ہیں، میرا بہت زیادہ خیال رکھتے ہیں۔ میں ان کا احترام کرتا ہوں۔ میں نے ڈار صاحب کی ہر بات سنی ہے۔ میں نے اس سے نوٹ لیے ہیں۔ میں نے ان کو سمجھا ہے۔ میں نے ان کے ویژن کو سمجھا ہے اور اگر موقع ملا تو اپنی پارٹی کی لیڈرشپ کے ساتھ میٹنگ میں ان کی باتوں پر کچھ نہ کچھ بات کروں گا۔ یہ مثبت باتیں ہیں۔ بے نظیر انکم سپورٹ پروگرام کی وجہ سے ان کے پیٹ میں مروڑ کیوں ہے؟ ہم کوئی اور کام نہ بھی کریں، انشاء اللہ تعالیٰ اس ایک فلاحی سکیم کے ذریعے آئندہ ہماری حکومت آئے گی۔ اتحاد کی حکومت کی وجہ سے مروڑ کیوں ہے؟ اگر کوئی غلطی ہے، تو سروے میں ہوا ہے، گھروں میں جا کر لوگوں کا ایک تجزیہ تیار کیا تھا کہ کس کا گھر ہے، پکا ہے، کچا ہے، کتنے کمرے ہیں، کہاں ہے، ایرکنڈیشنر ہے، سائیکل ہے، موٹر سائیکل ہے، تنخواہ ہے، بچے ہیں، بیوی ہے، dependents ہیں، independents نہیں ہیں؟ ایک تجزیے کے تحت آیا ہے۔ اگر آپ انہی غلط لوگوں کو بٹھا دیتے ہیں اور کمپیوٹر کے غلط consultants لگا دیتے ہو جو لوگوں کو غلط تعلیم دیتے ہیں اور ان کے غلط نتائج آتے ہیں تو کیا ہم ذمے دار ہیں؟ میں وہاں گیا تھا۔ میں کہتا ہوں کہ میں کسی اور کو

نہیں جانتا۔ صوبہ خیبر پختونخوا میں اس سکیم کا سربراہ ایماندار ترین، شریف ترین اور قابل ترین شخص ہے۔میں خود بھی گیا تھا کہ اس میں تو بعض غریب لوگ رہتے ہیں۔ اس نے کہا آپ ان کی نشاندہی کریں۔ ہم لوگوں سے پوچھیں گے۔ یہ نشاندہی کریں۔ یہ نہیں دیکھتے کہ کون رہ گیا ہے، کون غریب ہے؟ ان کو غریبوں کا خیال نہیں ہے۔ یہ اس حکومت کی برائیوں کو گن رہے ہیں، کیا چیف منسٹر پنجاب کے پاس discretionary fund نہیں ہے؟ پنجاب میں کیا ترقی ہوئی ہے، کیا پنجاب کو انہوں نے جنت بنایا ہے، جہاں دودھ اور شہد کی نہریں بہہ رہی ہیں، وہ ہمیں بتائیں کہ کہاں بہہ رہی ہیں۔وہاں کیا صورت حال ہے۔وہاں ہڑتالیں کیوں ہو رہی ہیں۔وہاں کا چیف منسٹر ان کی leading کیوں کر رہا ہے۔ اس لیے کہ ان کے پاس بھی دلیل نہیں ہے۔ وہ بھی لوگوں کے جذبات سے فائدہ اٹھاتے ہوئے الیکشن کے لیے تیاری کر رہے ہیں۔ لوگ جانتے ہیں کہ پیپلز پارٹی کے سامنے کیا مشکلات تھیں۔ کن چیلنجوں کا سامنا تھا۔ ان مشکلات اور چیلنجوں کے دوران پیپلز پارٹی کی حکومت نے اپنے ساتھیوں کے کندھے سے کندھا ملا کر ترقی کی جو راہ اختیار کی ہے، اس کا نتیجہ تو ان پانچ سالوں میں سامنے نہیں آئے گا اور جو آئینی اصلاحات ہوئی ہیں، کیا ان کا فائدہ اب ہو گا؟ نہیں۔ ابھی بھی فائدہ ہوا ہے اور انشاء اللہ و تعالیٰ آئندہ مزید فوائد سامنے آئیں گے۔ پاکستان پیپلز پارٹی کی قیادت کو اللہ تعالیٰ نے یہ سعادت دی ہے۔ ۱۹۷۳ء کا آئین بھی انہوں نے بنایا تھا اور متفقہ بنایا تھا۔ اس میں مفتی محمود صاحب تھے۔ اس میں ہمارے بزرگ سیاستدان ولی خان صاحب تھے۔ اس میں سب سیاستدان تھے۔ تب بھی انہوں نے متفقہ آئین تیار کیا تھا۔ یہ جس کے وفادار ہیں، اس نے آئین کو بگاڑا تو پاکستان پیپلز پارٹی اور شہید بے نظیر کا یہ ویژن ہے اور یہ اس کے اتحادیوں کی برکت ہے کہ اس بگاڑے ہوئے آئین کو ہم نے کیا اور ملک اس ڈگر پر چل رہا ہے۔ ہم کہتے ہیں آئیں اور الیکشن کو face کریں۔ اگلے سال مارچ کے بعد انشاء اللہ الیکشن ہوں گے۔ کل خورشید صاحب نے کہا ہے کہ اگلے سال تیس مارچ کو اسمبلیاں dissolve ہوں گی پھر انشاء اللہ تعالیٰ دو مہینوں میں الیکشن ہوں گے۔ جائیں اور لوگوں کو ہماری برائیاں بتائیں۔ ہم بھی لوگوں میں جائیں گے اور اپنی اچھائیاں اور آپ کی برائیاں بھی بتائیں گے اور یہ ہمارے minus points کیا ہیں اور وہ کیونکر ہیں۔ ان کی وجوہات کیا ہیں۔ جناب والا! میں آپ سے درخواست کرتا ہوں۔ چیئرمین صاحب، ڈپٹی چیئرمین صاحب اور ہر اس سے جو اس کرسی صدارت پر بیٹھتا ہے، سے درخواست کرتا ہوں اگر ان میں ہماری بات سننے کی صلاحیت نہیں ہے اور اگر یہ ہماری بات نہیں سننا چاہتے اور اگر یہ سچ سننے کی بجائے بھاگ جاتے ہیں تو پھر ہم ان کو بھی بات نہیں

کرنے دیں گے۔ یہاں ان کی اقلیت ہے تو ایک اور طریقے سے بات کر جاتے ہیں، احتجاج کر جاتے ہیں۔ اپنی بات بھی کر جاتے ہیں پھر بھاگ بھی جاتے ہیں۔ وہاں کچھ تعداد میں ہیں زیادہ تو ان کی ہلڑ بازی کا تماشا ساری دنیا دیکھ رہی ہے۔ جناب والا! یہ کیا ہے۔ انہوں نے یہ بات تو ہزار بار کہہ دی ہے، یہ بات تو اب Supreme Court میں ہے جواب اپنے منطقی انجام کو پہنچ جائے گی۔ اس وقت تک تو ان کو صبر کرنا چاہیے۔ کیا کیا جائے؟ کل اپنی حکومت میں ہمارے علاقے کی Industrial Estate گدون امازئی کو کالا ناگ کہتے تھے۔ کل ان کی حکومت میں لواری ٹنل بند کر دی گئی تھی، آج چترال میں grid station ہے۔ جناب والا! National Grid station کا حصہ چترال میں ہے۔ اس سال صوبہ KPK انشا اللہ 3000 mega watt بجلی پیدا کرے گا۔ یہ کارکردگی ہوتی ہے۔ یہ کہتے ہیں کہ گھاس، پھونس سے بجلی بنائیں گے، کبھی کہتے ہیں کہ اس کی قیمت یہ ہے اور کہتے ہیں کہ آئین میں اجازت نہیں ہے۔ جب آئین میں اجازت نہیں ہے، آئین کو ٹھیک کرتے وقت تو آپ دیکھ رہے تھے، اس وقت آپ نے یہ بات کیوں نہیں بتائی؟ اب کہہ رہے ہیں کہ آئین میں اجازت نہیں ہے۔ نہ کرنے کو ہزار بہانے اور جو کرنا چاہتے ہیں تو اس کے بھی ہزار بہانے۔ میں ایک صوبے سے تعلق رکھتا ہوں اگرچہ مجھ پر federation کے حوالے سے ذمہ داری ہے لیکن مجھے ایک صوبے نے یہاں اپنے حقوق کے تحفظ کے لیے بھیجا ہے۔ اس صوبے، اس کی حکومت اور opposition کے حوالے سے اگر کوئی اچھی بات ہے تو میں وہ بھی بتاؤں گا اور اگر کوئی بری بات ہے تو اس پر بھی ان کے ساتھ بحث مباحثہ کروں گا اور ان کو قائل کروں گا۔ حوصلہ ہونا چاہیے۔ صوبہ پختونخوا میں جو کچھ ہو رہا ہے، سوئی گیس کی کیا حالت ہے؟ اس کے باوجود آپ زاہد خان صاحب سے پوچھیں کہ ان کے ضلع اور پورے مالاکنڈ division میں کیا ہو رہا ہے۔ میں ان کو بتاتا ہوں کہ کیا ہو رہا ہے۔ آج مالاکنڈ ایجنسی جس کی پسماندگی کی یہ شکایت کر رہے ہیں، وہاں پر مشہور ہے کہ جن چار، پانچ اضلاع میں سب سے زیادہ ترقیاتی کام جہاں ہو رہے ہیں، ان میں سب سے زیادہ کام مالاکنڈ ایجنسی میں ہو رہا ہے۔ جناب والا! ہمیں علم ہے، اگر ان کو سیلاب، زلزلہ، بدامنی کی تباہ کاریاں نظر نہیں آتیں اور آرمی operation کی وجہ سے لوگوں پر جو گزر رہی ہے، وہ نظر نہیں آتا اور ان کو صرف negative points نظر آرہے ہیں اور کہتے ہیں یہ اچھی بات ہے لیکن اس میں یہ بری بات ہے، میں نہیں سمجھتا کہ اچھی بات میں بری بات کہاں سے آگئی۔ ناں، ناں، نہ مانوں، نہ مانوں والی بات۔ جناب والا! میں آپ سے بصد احترام التماس کرتا ہوں کہ جب ہم جیسے لوگ جذباتی ہو جاتے ہیں تو پھر اچھا نہیں ہوتا اور system کو نقصان پہنچتا ہے۔ آپ نے control کرنا ہے، ان کو بتانا ہے، ان

کو بلانا ہے، ان کی بات کو سننا ہے۔ آپ سے میری مراد آپ کی ذات بھی ہے اور اس کرسی صدارت پر جو بھی بیٹھتا ہے، ان کی طرف اور چیئرمین، ڈپٹی چیئرمین کی طرف بھی ہے -----۔ پھر دیکھتے ہیں mediaوالے لوگ بیٹھے ہیں۔ ہر طرف صاحب بصیرت لوگ بیٹھے ہوئے ہیں۔ سمجھنے والے لوگ---

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: آپ کا موقف آ چکا ہے، اب آپ please بیٹھ جائیں۔ شکریہ۔ میں سمجھتا ہوں کہ سنانے کے ساتھ ساتھ سننے کا حوصلہ ہونا چاہیے۔ روبینہ خالد صاحبہ۔

Senator Robina Khalid: I just want to make correction on the floor of the House.

and he is not here to listen the ہمارے محترم دوست اپنی تقریر کر کے چلے گئے ہیں Benazir Income Support انہوں نے کہا کہ answers that we have. which is صرف پاکستان پیپلز پارٹی کے parliamentarians کے لیے بنایا گیا ہے Programme it is بالکل سفید جھوٹ ہے کیونکہ جس وقت یہ programme launch کیا گیا totally a lie. these forms were distributed to all اور آپ اس کو verify کر سکتے ہیں کہ the fact MNAs and members of the Parliament regardless of which party they belong to. So please this correction should be made.

Mr. Presiding Officer: Thank you for correcting the record. Dhamrah *Sahib.*

سینیٹر مختار احمد دھامرا: جناب! میں سندھ سے تعلق رکھتا ہوں اور سندھ اسمبلی ایک معزز ادارہ ہے۔ اس کے بائیس MPAs کے ووٹ لے کر میں اس معزز ایوان میں پہنچا ہوں۔ وہ سندھ اسمبلی جس نے پہلی مرتبہ پاکستان کی حمایت میں قرارداد منظور کی تھی۔ بدقسمتی سے آج اس ملک کی بہت بڑی پارٹی ہونے کی دعویدار ایک پارٹی اور وہ جو اداروں کا احترام کرنے کے دعوے کرتے ہوئے نہیں تھکتی اور چوبیس گھنٹوں میں سے نیند کے آٹھ گھنٹے نکال کر حکومت پر تنقید کرتی ہے کہ پیپلز پارٹی کی حکومت اداروں کا احترام نہیں کرتی۔(X[1]XX)

---

[1] XXX [*Expunged by the orders of Presiding Officer.*]

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: یہاں پر ایک parliamentarian کے لیے ایک لفظ ++ ++استعمال کیا گیا۔ اس کو expunge کیا جاتا ہے۔

سینیٹر محمد جہانگیر بدر: جناب چیئرمین! میں نے ابھی تجویز دی تھی اور میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے میری تجویز کا notice لیا ہے۔ میری 2nd suggestion آج، اسی وقت یہ ہے کہ آج کی economy جس پر آپ یہاں پر بحث کرنا چاہتے ہیں اور دنیا کی آج کی politics ایک ہی definition میں گھل مل گئی ہے and that is called the political economy. میری درخواست ہے کہ یہاں پر current situation پر تو ہمیشہ بحث ہوتی ہے لیکن بہت کم ایسی responsibilities پر بحث ہوتی ہے جو تاریخ نے دوسروں کے کندھوں پر ڈالی ہوں۔ میری دوسری suggestion یہ ہے کہ اس ایوان میں economy کے بعد role of the political parties پر ایک discussion کرائیں to organize the economy and to organize the political parties i.e. politics to convert it to the modern definition of political economy. اس House کے لیے بہت ضروری ہو گا تا کہ آئندہ پاکستان میں جمہوریت کے تسلسل کے لیے sense of direction کا تعین کیا جا سکے ورنہ یہاں پر کئی political leaders اتنے ذمہ دار ہونے کے باوجود جمہوریت کی نفی کر رہے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ پاکستان میں جمہوریت پر یقین رکھنے والے اور جمہوریت پر یقین نہ رکھنے والوں کے درمیان کشمکش ابھی اپنے حتمی اور final نتیجہ پر نہیں پہنچی۔ اس لیے یہاں پر ایک ایسی بحث کرنا اور سیاسی پارٹیوں کو اپنا role جمہوریت میں تعین کرنا is very important. Mr. Chairman, I suggest you کہ اس پر بحث کریں اور اس پر deliberation کرنا، it is very important for the future generation of Pakistan and the democracy, thank you.

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جناب اسحٰق ڈار صاحب۔

سینیٹر محمد اسحٰق ڈار: شکریہ جناب چیئرمین صاحب۔ جناب چیئرمین! یہاں پر ہمارے ساتھی کافی senior Parliamentarians بھی ہیں اور without giving any negative impression کچھ نئے ساتھی بھی شامل ہوئے ہیں۔ ہمیں اپنی روایات، اپنے rules, قانون اور آئین کی حفاظت کرنی ہو گی، ہم سب کی یہ ذمہ داری ہے، collective responsibility ہے، چاہے ادھر بیٹھے

ہوں یا وہاں بیٹھے ہوں۔ آپ میں کافی seniors ہیں اور آپ کو budget process کا پتا ہے، budget process میں تقاریر پر ایک، ایک Member کو اجازت نہیں ہوتی کہ وہ ہر ایک point پر اٹھ کر اس کو negate کرے، they wait for their turn of the speech and say whatever want to say. میں سمجھتا ہوں کہ آپ نئی روایات لکھ رہے ہیں، کم از کم 20 سالہ تاریخ میں میری پانچویں term ہے، میں نے اس طرح کا budgetary process نہیں دیکھا جس طرح اس وقت اس ایوان میں چل رہا ہے جو کہ پاکستان کا ایوان بالا ہے۔ میری آپ سے گزارش ہے کہ آپ budget کی تقاریر کا process as per the traditions of Parliament of Pakistan جو کہ دہائیوں سے چل رہا ہے، مہربانی کر کے اس کو observe کیا جائے۔

نمبر 2 ہے کہ میں سمجھتا ہوں، بغیر حقائق جانتے ہوئے کسی پر انگلی اٹھانا، ہماری اپنی یہاں پر rulings ہیں کہ ہمارے وہ colleagues جو یہاں نہیں ہیں، ان کے بارے میں by name remarks نہیں دیے جاتے۔ آپ پر سب دونوں Houses کے لوگوں پر ایک دوسرے کا احترام کرنا لازم ہے، اگر آپ احترام نہیں کریں گے تو کل میرے، جہانگیر بدر صاحب اور دوسرے اراکین کے متعلق National Assembly میں باتیں ہوں گی۔ یہ mutual respect کی بات ہوتی ہے، یہ House کی respect ہے، یہ House کی tradition ہے، یہ کوئی business نہیں ہے کہ جو کوئی چاہے کھڑا ہو جائے اور جس کے بارے میں بات کرنا شروع کرنا چاہے، شروع کر دے۔ آپ جس کرسی پر بیٹھے ہیں، آپ کی اس معاملے میں ذمہ داری ہے کہ آپ House کو صحیح conduct کریں۔ Honourable Leader of the Opposition of the National Assembly cannot be questioned, cannot be criticized in this House, Peoples Party دوسرے House میں موجودہ ہے، ماشاء اللہ ان کے وہاں پر 120 ارکان موجود ہیں، وہاں پر ان کے allies بھی موجود ہیں، they are most welcome to talk in lower House لیکن یہ کوئی طریقہ نہیں ہے، اگر ہم آج یہ روایت ڈالیں گے۔ آپ کو پتا ہے کہ کئی مہینوں سے ایک privilege motion چل رہا ہے، اس پر legal بحث ہو چکی ہے، اس پر آئینی بحث ہو چکی ہے۔ اس House میں کچھ ممبران نے جذبات میں ایک National Assembly کی Member کے خلاف privilege motion move کیا تھا، وہ بھی زبانی تھا۔ خدا کے لیے! it is an evolutionary process, we must be seen to be improving things, we must be

seen taking this country forward but we are going backward but we go one step forward, we go ten steps backward. یہ روایت ختم ہونی چاہیے۔ جناب چیئرمین! میری گزارش یہ ہے کہ ایک ہمارا اپنا ہاؤس ہے، دوسرا یہ کہ پاکستانی پارلیمانی تاریخ میں ہر Provincial Assembly قابل احترام ہے، ہر Provincial Assembly قابل عزت ہے، ہم سب کو ایک دوسرے کا احترام کرنا ہے۔ یہ بات نہیں ہے کہ سینیٹ میں بیٹھ کر خیبر پختونخوا Assembly کے کسی Member کے خلاف بات کریں جب ہم میں ایک دوسرے کے احترام کا رشتہ نہیں ہو گا تو میں سمجھتا ہوں کہ اس ملک میں ایک chaos پیدا ہو گا جو کہ ہو چکا ہے۔ ہماری ایسی immature and untrained newly روایات بن رہی ہیں، جس کی وجہ سے یہ کام ہو رہا ہے۔

جناب چیئرمین! اس کے علاوہ میں نے خود سنا ہے کہ چوہدری نثار صاحب اپوزیشن لیڈر National Assembly اپنی position کو clarify کر چکے ہیں۔ ہم نے ان روایات کو قائم رکھنا ہے کہ ہمیں محتاط رہنا ہے اس House میں بیٹھ کر ایک Member نہیں بلکہ about Leader of the Opposition of the National Assembly of Pakistan, not of our single party, he is the Leader of the Opposition of Pakistan National Assembly, اگر آپ کے پاس ایسی چیزیں ہیں تو آپ ضرور لائیں، آپ اپنے ساتھیوں کو دیں، آپ proof دیں، اگر چوہدری نثار نے یہ کہا ہے کہ جب سندھ ڈوب رہا ہوتا ہے، ایک شخصیت Paris or London میں بیٹھی ہوتی ہے، میں نے رات کو ان کا interview سنا، اس میں کون سی بری بات ہے۔ He can substantiate this with dates and with the clippings of the television. انہوں نے پھر کہا کہ جب ان کو اپنی ضرورت ہوتی ہے، آپ ان الفاظ کو note فرمائیں، انہوں نے کہا کہ وہی شخصیت سندھی ٹوپی اور اجرک پہن کر سندھ کی مصیبتیں اور معاملات کو deal نہیں کرتی، یہ تو سندھی ٹوپی اور اجرک کی عزت ہے، کہاں لکھا ہے کہ یہ سندھی ٹوپی اور اجرک کے خلاف بات ہے۔ ہم سنی سنائی باتوں پر اس طرح کام کریں گے تو میں سمجھتا ہوں کہ ہم ایک بہت خوفناک راستے پر چل رہے ہیں۔ میں اتنے نازیبا الفاظ اپنے Chamber میں سن رہا تھا، یہ نہیں ہوتا کہ میں یہاں پر نہیں بیٹھا ہوتا تو میں House کی کارروائی کو follow نہیں کر رہا ہوتا، میں ساتھ، ساتھ دوسرا administrative کام بھی کر رہا ہوتا ہوں۔ میری عرض یہ ہے کہ اس House میں کسی کے

بارے میں بات کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا، دوسرے House میں جو Members ہیں، وہ ہمارے honourable colleagues ہیں، none of my colleagues would ever talk about any Member of the Pakistan People's Party sitting in the National Assembly, this is against the tradition and this must not be repeated here again. اس کے بعد اتنے strong الفاظ (XXX[2]) استعمال کئے گئے، please expunge this word. ان کی چوہدری نثار علی خان کے بارے میں پوری تقریر expunge کریں، یہ پوری تقریر لکھ کر دیں جو کسی اپنے Member سے National Assembly میں کروانی ہے، let there be settlement between the two sides of that House. اس House کو یہ حق نہیں ہے، اگر آپ نے یہ tradition شروع کر دی پھر یہاں سے وہاں کے Members پر انگلیاں اٹھیں گی، دونوں Houses میں ان کے colleagues ہیں، ہمارے colleagues ہیں، اگر اس House کے کسی Member کے بارے میں کوئی مسئلہ ہے، وہ ادھر پیش کیا جائے۔ ہم اس House کے Members ہیں تو ہم یہاں پر بات کریں، اگر ان کو میرے متعلق شکایت ہے تو most welcome you can talk and you should tell me لیکن ہم یہ غلط روایات ڈال رہے ہیں اور وہ بھی مفروضوں پر base کر کے ڈال رہے ہیں۔ کیا ہو گا؟ Members of the Punjab Assembly already expressed privilege motion request کر چکے ہیں، against three sitting Ministers of the Sindh Assembly, آپ کیا کریں گے، اب ہم ان کو allow کریں، ہاں، آپ وہ privilege motion جمع کروائیں، ان تین Sindhi Ministers کو summon کیا جائے۔ خدا کے لیے آپ کس طرف جا رہے ہیں، یہ نزدیک، نزدیک نہیں تھے جب ہم نے آٹھ سال مشرف کی حکومت کے خلاف جدوجہد کی، پیپلز پارٹی اور PML(N) نے جدوجہد کی۔ آپ سب سے زیادہ privy ہیں کہ محترمہ بینظیر صاحبہ اس ملک سے باہر ہماری طرف آتی تھیں اور ہم کس طرح ملتے تھے، خدا کے لیے اس کھیل کو کسی حد تک ایک threshold سے آگے لے کر نہ جائیں، اگر آپ لے کر جائیں گے تو آپ تباہی کریں گے، آپ اپنے، ہمارے ، اس ملک کے 18 کروڑ عوام اور system کے لیے تباہی کریں گے۔ میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ آپ چوہدری نثار علی خان

[2] xxx [*The word has been expunged by the orders of the Chair*]

صاحب کے بارے میں جتنی گفتگو ہوئی ہے اس کو expunge کریں، پوری کی پوری speech expunge کریں۔ یہ میرے بھائی ہیں، مجھے ان سے کوئی مسئلہ نہیں ہے لیکن یہ یہی سارا material لکھ کر National Assembly میں دے دیں، let them settle there, وہاں یہ بھی ہیں اور وہ بھی ہیں۔ اس House کی روایات کچھ مختلف اور بہتر ہیں، ماضی میں بھی تھیں اور اب بھی ہیں۔

(اس موقع پر جناب قائم مقام چیئرمین (سینیٹر صابر علی بلوچ) کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

سینیٹر محمد اسحٰق ڈار: میری گزارش یہ ہے کہ آپ مہربانی کریں، آپ نے یہ ساری باتیں سنی ہیں، there is a transition, I think, you brief Acting Chairman. جناب پریذائیڈنگ آفیسر صاحب! آپ اس طرح نہیں جا سکتے، you heard the conversation, you have to brief the Chairman, what must be expunged.

Mr. Acting Chairman: You can start it again, you can brief it.

سینیٹر محمد اسحٰق ڈار: نہیں، میں دوبارہ پوری تقریر نہیں کروں گا۔

جناب قائم مقام چیئرمین: نہیں، but I should know, expunge اس وقت ہو گا جب مجھے پتا چلے گا۔

سینیٹر محمد اسحٰق ڈار: نہیں، نہیں جناب چیئرمین صاحب اس طرح نہیں ہوتا، چوہدری نثار علی خان کے بارے میں ساری speech expunge ہو گی، میں نے arguments دیے ہیں اور ان کو چاہیے تھا کہ یہ ruling دے کر جاتے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: ڈار صاحب! میری عرض سنیں۔

سینیٹر محمد اسحٰق ڈار: جب آپ کر لیں تو مجھے بتا دیں، let us go, ٹھیک ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: میں نے کب کہا ہے، Dar *sahib,* don't be sentimental, now listen to me, please, hold on, sir, hold on.

سینیٹر محمد اسحٰق ڈار: آپ کو چاہیے تھا کہ آپ 5 minutes انتظار کرتے، you should have allowed the Presiding Officer to complete the subject, یہ کوئی طریقہ نہیں ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: ڈار صاحب! please آپ بیٹھیں تو سہی، don't be sentimental, آپ سمجھدار شخص ہیں۔ میں صرف اتنا کہہ رہا تھا اگر یہاں پر کسی قسم کے غیر پارلیمانی لفظ استعمال کیے گئے ہیں اور کسی کی ذات پر کوئی attack ہوا ہے تو یہ ایک مہذب ادارہ ہے، یہاں پر سب کی عزت کی جاتی ہے۔ میں نے صرف آپ سے اتنی بات کی ہے کہ مجھے پتا تو چلے کے واقعی وہ words پارلیمانی ہیں یا غیر پارلیمانی ہیں۔ آپ مجھے ایک منٹ دے دیں۔ سیکرٹری صاحب! اگر کسی کے متعلق کوئی غیر پارلیمانی لفظ استعمال کیا گیا ہے تو that should be expunged. جی اسحاق ڈار صاحب۔

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: جناب چیئرمین! آپ کے آنے سے پہلے میں نے انتہائی ایمانداری کے ساتھ اپنے دونوں sides کے ساتھیوں کو کچھ چیزیں explain کی ہیں جو پارلیمانی روایات ہیں اور یہ آج کی نہیں ہیں، یہ پچھلے پچاس سال سے چل رہی ہیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: ہم نے ہمیشہ پارلیمانی روایات کو follow کیا ہے۔

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: یہ بھی ہماری پارلیمانی tradition ہے کہ ہم دوسرے ہاؤس کے کسی ممبر کو یہاں زیر بحث نہیں لاتے۔ وجہ یہ ہے کہ یا تو کوئی ایسی جماعت ہو کہ جس کی دوسرے ہاؤس نیشنل اسمبلی میں representation نہ ہو۔ ماشاء اللہ آپ کے وہاں members ہیں اور اگر آپ کو کوئی issue take up کرنا ہے تو وہاں ضرور کریں۔

دوسری بات میں نے یہ عرض کی کہ ہماری پارلیمانی روایت یہ رہی ہے کہ سینیٹ نیشنل اسمبلی کے ممبر کے خلاف بات نہیں کرتا اور vice versa وہ ہمارے خلاف کبھی نہیں کرتے۔

میں آپ کو briefly بتا رہا ہوں۔ تیسری بات میں نے یہ عرض کی ہے کہ پاکستان کے دونوں Houses ایوان بالا اور ایوان زیریں اور اس کے ساتھ چاروں Provincial Assemblies اسی طرح کی inter-institutional روایات کے تحت چلتے ہیں، اگر یہ traditions قائم نہیں رہے تو پھر بڑا عجیب قسم کا ماحول پیدا ہو جائے گا۔

میں نے چوتھی بات یہ عرض کی ہے کہ after all Ch. Nisar Ali Khan is Leader of the Opposition in the National Assembly, وہ وہاں بیٹھے ہیں۔ میں نے خود رات کو بھی دیکھا، انہوں نے تین چار مرتبہ اپنی پوزیشن کو clarify کیا ہے۔ جو میں نے سنا ہے، جو intelligencia نے سنا ہے، خدا نخواستہ اس میں اجرک اور سندھی ٹوپی کی کوئی بات نہیں، یعنی تضحیک نہیں کی گئی، وہ روایات اتنی ہی پیاری ہیں جتنی دوسرے صوبوں کی روایات ہیں۔ پاکستان مسلم لیگ (ن) کو اور سب پاکستانیوں کو پاکستان کا ایک ایک انچ عزیز ہے۔ میں نے انہیں یہ گزارش کی ہے کہ آپ خدا کے لیے یہ tradition قائم نہ کریں، اگر ہم نے ایسا کیا تو پھر یہ ماحول بہت آلودہ ہوتا چلا جائے گا۔

جناب قائم مقام چیئرمین: ڈار صاحب! میں عرض کروں، we have respect for Ch. Nisar *sahib,* وہ نیشنل اسمبلی میں اپوزیشن لیڈر ہیں، نیشنل اسمبلی پبلک کا ادارہ ہے، he is an elected member of the National Assembly. ہم سب کو ان کا احترام کرنا چاہیے، اگر خدا نخواستہ اس ہاؤس سے ان کے متعلق کوئی ایسی بات کی گئی ہے جو پارلیمان کی خلاف ورزی ہے تو اسے expunge کیا جاتا ہے۔

Senator Muhammad Ishaq Dar: Thank you.

(مداخلت)

جناب قائم مقام چیئرمین: ٹھیک ہے دھامرا صاحب! بات ختم ہو گئی، no explanation, آپ تشریف رکھیں۔ اگر انہوں نے کوئی بات کی ہے تو وہ اس کا جواب نیشنل اسمبلی میں دیں گے۔ جی حاصل بزنجو صاحب۔

سینیٹر میر حاصل خان بزنجو: جناب چیئرمین! کل یہاں پر اپوزیشن نے walkout کیا۔ I know Raja Zafar-ul-Haq from 1991, اس وقت سے آج تک میں نے انہیں کبھی جذباتی ہوتے ہوئے نہیں دیکھا۔

Mr. Acting Chairman: I know him, he is my ideal and very cool Parliamentarian.

سینیٹر میر حاصل خان بزنجو: جب بھی کوئی مسئلہ ہوا ہے تو اسے راجہ ظفر الحق صاحب نے solve کیا ہے۔ کل وہ بھی جذباتی ہوئے، ہم سب نے walkout کیا، ہم نے آپ کے سامنے شور مچایا۔ اب جہانگیر بدر صاحب بول رہے ہیں کہ ہاؤس میں political parties پر discussion ہونی چاہیے کیونکہ یہاں پارٹیاں اپنی ذمہ داری نہیں نبھاتی۔ آپ نے کل کہا تھا کہ میں کسی منسٹر کو پکڑ کر لاؤں گا، یہاں کوئی نہ کوئی وزیر ہوگا، کوئی فنانس کا بندہ یہاں ہوگا، I don't know کہ کوئی S.O بھی بیٹھا ہے یا نہیں بیٹھا۔ آپ مجھے بتائیں کہ آپ بجٹ پر discussion کر رہے ہیں اور یہاں آپ کا کوئی سیکرٹری تو چھوڑو .S.O تک نہیں بیٹھا ہے۔ کل راجہ صاحب جیسے آدمی ناراض ہو گئے اور جہانگیر بدر صاحب political parties پر lecture دیتے ہیں۔

جہانگیر بدر صاحب! پہلے تو آپ اپنی ذمہ داریاں نبھائیں، آپ نے جو وزیروں کی فوج ظفر موج رکھی ہوئی ہے ان میں سے ایک بھی یہاں نہیں بیٹھا۔ وہ جسے چھوٹا وزیر بولتے ہیں وہ بھی آپ کے پاس نہیں ہے۔ آپ کہتے ہیں کہ ذمہ داری ہو تو یہ صرف اپوزیشن کی ذمہ داری نہیں ہوتی ہے، ذمہ داری حکومت کی ہوتی ہے، ذمہ داری وزراء کی ہوتی ہے۔ آپ کا تو حال یہ ہے کہ جب سے بجٹ debate شروع ہوئی ہے یہاں Finance Department کا کوئی آدمی موجود نہیں ہوتا۔ فنانس منسٹر صاحب سینیٹ کے ممبر ہوتے ہوئے سینیٹ کو اس قابل نہیں سمجھتے کہ وہ یہاں پر آئیں اور جہانگیر بدر صاحب ہمیں کہہ رہے ہیں کہ آؤ روایت قائم کریں۔ آپ مجھے بتائیں کہ ہم کس چیز کی روایت قائم کریں؟ اب اگر یہی روایت ہے اور اسی قسم کی روایت بنانی ہے تو بناتے رہیں، اتنے دنوں سے سینیٹ میں بحث ہو رہی ہے اور آپ کا فنانس منسٹر ایک گھنٹہ دینے کو تیار نہیں ہے، وہ صرف دو منٹ کے لیے آ کر چلے جاتے ہیں۔ آپ ہیں کہ روایت کا lecture دے رہے ہیں، if you have sense of democracy تو پھر اس طرح سے democracy نہیں چلتی، you must be democratic yourself, اگر آپ اپنے طور پر democratic نہیں ہیں تو how do you give the lecture to us?

جناب قائم مقام چیئرمین: میر حاصل خان صاحب! بات یہ ہے کہ یقیناً یہاں پر کوئی وزیر نہیں ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ یا تو وزراء آپ کی بات نہیں مانتے یا پھر انہیں کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ It is very sad, اس طرح گورنمنٹ نہیں چلتی، یہ بجٹ سیشن ہے، it is very

میں اپنے اپوزیشن کے دوستوں کا بڑا مشکور ہوں، ان کی boycott کی پالیسی important Session. بھی ہے لیکن اس کے باوجود وہ یہاں proceeding میں حصہ لے رہے ہیں۔ چاہیے تو یہ تھا کہ you should be capable enough to call them here, اگر وہ نہیں آتے تو Leader of the House کو انہیں سمجھانا چاہیے۔ انشاء اللہ تعالیٰ next time جہانگیر بدر صاحب ان کو لانے میں ضرور کامیاب ہو جائیں گے۔ جی رشید پرویز صاحب۔

سینیٹر پرویز رشید: جناب چیئرمین! میری درخواست ہے کہ اگر وزراء آنے کو تیار نہیں ہیں تو پورے ہاؤس کا وقت ضائع نہ کیا جائے اور آپ ہاؤس کو adjourn کر دیں۔

سینیٹر مشاہد اللہ خان: میرے خیال میں منسٹر صاحب dual nationality ہونے کی وجہ سے ہاؤس میں آنے سے پریشان ہیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: خان صاحب! انہوں نے کہا ہے کہ ان کی dual nationality نہیں ہے۔ Dual nationality میں تو میرا بھی نام ہے that I have got dual nationality کورٹ مجھے بلائے تو میں جاؤں گا، میں ثابت کردوں گا کہ میری dual nationality نہیں ہے لیکن اس کے بعد it is up to the Chief Justice of Supreme Court کہ جس نے مجھے notice بھیجا ہے کہ وہ اس کے خلاف کیا action لیں گے، جب اس کے خلاف action نہیں لیا ہے تو پھر آپ میرے ساتھ کھڑے ہو جائیں۔

(مداخلت)

سینیٹر کامران مائیکل: ہم تقاریر کر رہے ہیں، کم از کم notes تو لیں، یہاں کون سا وزیر ہے یا کوئی اور جو نوٹ کر رہا ہے۔

Mr. Acting Chairman: Yes, Leader of the House.

سینیٹر جہانگیر بدر: جناب چیئرمین! یہاں پر ہر چیز ریکارڈ پر آ رہی ہے، اگر یہاں پر کوئی ایسا specific شخص نہیں بیٹھا کہ جس نے notes لینے ہیں تو تب بھی they have to read, they have to see and they have to evaluate.

سینیٹر میر حاصل خان بزنجو: اگر یہی tradition ہے تو ہمیں tape recorder دے دیں اور وزیر خزانہ صاحب کو tape recorder سناتے رہیں۔

سینیٹر جہانگیر بدر: آپ میرے بڑے ہیں، میں آپ سے بحث میں الجھنا نہیں چاہتا، میں اپنے خیالات پیش کرنا چاہتا ہوں۔ میں اپنے خیالات پیش کرتا ہوں اور آپ مجھے روکتے ہیں اور پھر کہتے ہیں جہانگیر بدر democrat نہیں، اگر ہم democrat نہیں تو یہاں کون مائی کا لال پیدا ہوا ہے کہ جو میرے جیسا democrat ہو گا۔ See our past history and history would represent, who are the democrats? وہ کون لوگ تھے جو آمروں کے ساتھ ملے تھے اور وہاں پر منسٹر بنے۔ ہم اس بحث میں نہیں پڑنا چاہتے۔ میں تو نہایت ادب سے آپ کو بڑا کہہ رہا ہوں۔

Senator Mir Hasil Khan Bazenjo: I know democracy.

آپ مجھ سے مخاطب ہو کر کہہ رہے ہیں۔ میں نے تو ذوالفقار علی بھٹو کے ساتھ سیاست کی ہے۔

سینیٹر جہانگیر بدر: آپ نے مجھے کہا ہے کہ یہ democrat نہیں ہے۔ I know the history, اگر میں history کی طرف جاؤں گا تو مجھے اچھا نہیں لگے گا، پھر کئی لوگوں کے بزرگوں کا نام بھی آجائے گا، میں نہیں چاہتا، I know the facts. میں زمانہ طالب علمی سے سیاست میں رہا ہوں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: یہی بات تو میں کہہ رہا ہوں۔

سینیٹر محمد جہانگیر بدر: میں کہہ رہا ہوں کہ وہ قومی اسمبلی میں بیٹھے ہیں اور ان سے کہا گیا ہے اور میری یہ کوشش ہو گی کہ ان میں سے جو بھی وزیر available ہوں وہ یہاں آجائیں I will speak to the Leader of the Opposition اور میری کوشش ہو گی کہ جن کی ضرورت ہو وہ وزیر یہاں پر بھی حاضر ہوں۔ اس میں کوئی ضد کی بات نہیں ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: آپ نے assurance دی ہے کہ وہ مصروف ہیں اور وہ ضرور آئیں گے۔

(مداخلت)

سینیٹر محمد جہانگیر بدر: خان صاحب! میں نے تو آپ کو نہیں روکا۔ آپ بول لیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: نہیں ایسی بات نہ کریں۔

سینیٹر محمد جہانگیر بدر: میں تو شکریہ ادا کرنا چاہ رہا تھا اسحاق ڈار صاحب کا کہ یہ سب کو دوبارہ یہاں پر لے کر آئے ہیں۔ I respect his ideas. میں کل بھی گیا تھا اور یہ کہنا چاہ رہا ہوں۔

حمزہ صاحب! آپ اتنے پرانے سیاستدان ہیں اور this is House of Elders. تاریخی طور پر یہی ہے۔ سب سے پہلے سپارکا میں جب یہ ایوان بنا تھا تو اس کا نام Counsel of Elders ہی تھا this is the history of mankind اور۔۔۔۔۔

جناب قائم مقام چیئرمین: خان صاحب! آپ کیوں بحث کر رہے ہیں No cross talk please. آپ Chair کو address کریں you should address the Chair آپ پرانے آدمی ہیں سیاست سے واقف ہیں please follow the rules. جی۔

سینیٹر محمد جہانگیر بدر: اگر آپ بولنا چاہتے ہیں تو میں بیٹھ جاتا ہوں۔ آپ بولیں یا مجھے موقع دیں۔

Mr. Acting Chairman: Bader *Sahib!* come to the point please. Don't give them an answer. You come to the point.

سینیٹر محمد جہانگیر بدر: قومی اسمبلی کا ماحول پہلے ہی بہت مکدر ہے۔ میں نے پہلے ہی کہا ہے کہ میں اسحاق ڈار صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور ان کے ideas کو appreciate کرتا ہوں۔ ایسی بات نہیں ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: انہوں نے بھی اسی طرح response کیا، these are the values of the democracy.

سینیٹر محمد جہانگیر بدر: آپ میری بات سن لیں تا کہ سب تک میری بات پہنچے۔ انہوں نے اچھی بات کی کہ we should sit and settle. میں نے یہاں جو بات کی کہ role of political parties کہاں ہے؟ Why has it not been taken in batter sense, I can give any suggestion and anybody can give the suggestion. لیکن قائد حزب اختلاف نے جو کہا ہے about the decorum of the House یہ بات درست ہے main thing is that there is a budget, we should speak on the budget, there is no motion, there is no point of order اس کو آپ ملحوظ خاطر رکھیں دونوں جانب سے اور میں اپوزیشن سے یہ کہتا ہوں کہ they should not make the atmosphere bitter, تو تب ہی ہم آگے بڑھ سکتے ہیں۔ ہم کوئی ضد کی سیاست نہیں کر رہے۔

اگر کوئی بندہ کوئی suggestion دینا چاہتا ہے یا کوئی بحث کرنا چاہتا ہے کرلے لیکن تاریخی طور پر in 1962 for the first time in the history of Pakistan role of political parties پر ایوان میں بحث ہوئی تھی، اس کے بعد کئی مرتبہ ہوئی ہے in the National Assembly and in the Senate as well. اور دنیا کی تمام پارلیمنٹس میں on the role of the political parties اور ان کو update کرنے کے لیے بحث ہوتی ہے۔ میں قائد حزب اختلاف کو ان کی اپنی ہی بات پر یہ دعوت دیتا ہوں کہ let us sit together. آئیں بیٹھ کر بات کریں کہ what is the excellence of discipline یہ ہم ہاؤس میں طے کرلیں۔ یہاں کے جو principles ہیں they should be for the future consumption. اس میں جو پرانی traditions ہیں یا اگر ان کے پاس نئی بات ہو ہم وہ کرسکتے ہیں، یہ کوئی ضد کی بات نہیں۔ Whenever he likes we can do it. یہ بات میں ایوان کی اطلاع کے لیے بتا دوں کہ مجھے یہ چٹ ملی ہے جس پر لکھا ہوا ہے کہ

"We, the following Officers of the Finance Division are sitting in the Official Gallery OG-I in the Senate Hall:

1. Mehmood Ahmed Hashmi.
2. Masood Hussain.
3. Obaidur Rehman Khan."

میں information دے رہا ہوں۔ یہ کہتے تھے کہ کوئی بندہ موجود نہیں ہے تو they are Deputy Secretaries and they are taking the notes. لیکن تب بھی میرے لیے it is not satisfying point. آپ کی اطلاع کے لیے ہے۔ میری حتمی کوشش ہوگی that the respective Minister should come in the House and I will try for that. انہوں نے کل میرے ساتھ وعدہ کیا تھا۔ کسی نے مجھے بتایا کہ he is busy in so many meetings یہ ساری devolution کے متعلق اور اس بجٹ کو حتمی شکل دینے کے لیے ہیں he has to go there for several days. بہرحال کل میں انشاء اللہ کوشش کروں گا کہ وہ یہاں ہوں۔

Mr. Acting Chairman: Come to the agenda now please. Yes.

Senator Mohammad Ishaq Dar: With due respect to my honourable colleague Leader of the House, اگر ان کی اجازت ہو تو، اس میں کچھ لفظ انہوں نے کہے تھے وہ پارلیمانی تاریخ کا حصہ بن جائیں گے کہ Chair کی طرف سے ruling غلط آ رہی ہے، ان کو expunge کر دیں۔ اگر ان کی اجازت ہو تو۔ بہر حال وہ جذبات میں کہہ گئے ہیں یہ چار پانچ الفاظ ہیں ان کو حذف کر دیں۔

سینیٹر محمد جہانگیر بدر: میں نے یہ نہیں کہا۔ اگر میں نے کہا ہے تو expunge کر دیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: یہ کوئی مسئلہ نہیں ہے وہ expunge ہو جائیں گے۔ جی راجہ صاحب۔

سینیٹر راجہ محمد ظفر الحق: جناب چیئرمین! میں ایک گزارش کرنا چاہتا ہوں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: ایک منٹ زاہد خان! راجہ صاحب کی بات پہلے سن لیں۔

سینیٹر محمد زاہد خان: یہ جو سسٹم لگا ہوا ہے تو آپ کمپیوٹر پر نام دیکھ لیں اور اس ممبر کو اجازت دیں کہ وہ بولے۔ جو بھی بندہ اٹھتا ہے وہ بولنا شروع ہو جاتا ہے اور آپ کہتے ہیں کہ ٹھیک ہے یہ بات غلط ہے اگر ایسا ہی تو پھر یہ سسٹم ختم کر دیں جو اتنا خرچہ کر کے لگایا گیا ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: زاہد خان صاحب! ایسی بات نہیں ہے۔ آپ بھی تو بول رہے ہیں۔ بات یہ ہے کہ یہ ایک friendly ماحول ہے tolerance کا ماحول ہے۔ We should not stop جی۔ زاہد صاحب! اب تک راجہ صاحب اپنی بات ختم کر چکے ہوتے اگر آپ ان کو interrupt نہ کرتے۔

سینیٹر محمد زاہد خان: آپ سسٹم کو چیک کریں، جس کا نام ہو آپ اس کو اجازت دے دیں، یہ نہیں کہ جو بھی اٹھے وہ بولنا شروع کر دے۔ ایسا ہی کرنا ہے تو پھر قوم کا اتنا پیسا کیوں اس سسٹم پر خرچ کیا گیا ہے اس کو ختم کر دیں۔ اگر آپ اس کو follow نہیں کریں گے تو ہم ممبران تو اس کو نہیں کریں گے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: راجہ صاحب! آپ نے کوئی خاص بات کرنی ہے، if it is concerned with the Finance Minister تو وہ آ گئے ہیں۔ جی۔

سینیٹر راجہ محمد ظفر الحق: میں صرف یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ House business کو چلانا دونوں طرف کے ارکان کا فرض ہے لیکن بہت ذمہ داری عائد ہوتی ہے قائد ایوان اور قائد حزب اختلاف پر۔ Chair کے cooperation کے ساتھ rules set کیے جاتے ہیں، ان کو implement کرنا سب کا فرض ہوتا ہے۔ میں یہ محسوس کرتا ہوں کہ اگر ایک ہفتہ لگتا ہے قائد ایوان کو کہ وہ کسی وزیر کو یہاں لا سکیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ سسٹم میں کوئی تھوڑی سی خرابی ہے۔ ان کو روز embarrassment ہوتی ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: راجہ صاحب! اب تو وزیر صاحب آ گئے ہیں اور جو آپ نے فرمایا it is on the record. Leader of the House نے کہا کہ وہ وہاں مصروف ہیں، ان کو immediately یہاں پر بلایا گیا۔ I think now we should come to the original agenda. چونکہ راجوانہ صاحب موجود نہیں ہیں تو شاہ صاحب آپ شروع کریں۔

Senator Syed Muzafar Hussain Shah: Thank you Mr. Chairman. Sir, this year's national budget needs to be looked at in the background of international financial conditions. During the last two to three years, we have witnessed a financial turmoil in the world. The American economy and the European economy especially in the Euro Zone, the rising cost of furnace oil have all basically contributed to recessionary phenomena throughout the international financial markets. It was in these circumstances that the Pakistani Government was called upon to formulate a budget. In the domestic circumstances in Pakistan, we witnessed two turbulent years, floods of 2009-10 and 2010-11 which devastated Pakistan's economy. It was in these circumstances that the Government was called upon to formulate a budget.

Now, in order to really analyze the budget objectively without taking a partisan role that which party you belong to or which party you don't belong to, I think an objective assessment and analysis of the budget would be that international oil prices, the

floods in Pakistan in the last two years, shortage of gas are phenomena that led basically to a difficult scenario. One must appreciate that the Government of Pakistan was called upon to formulate a budget in these difficult circumstances. One major contribution on which no other member of the Senate has been able to really appreciate, has been a landmark achievement in Pakistan's economy. For the last sixty years, most of Pakistan's political parties have asked for financial and fiscal autonomy that in the last sixty years was not given in spite of various political parties being in power in Pakistan. It is for the first time that the National Finance Commission Award gave these resources and fiscal autonomy to the provinces in Pakistan. Today, the difficulties of the Federal Government must be appreciated in this background that 60-62% revenues generated by the Federal Government, are going to the provinces today.

In these circumstances, I think the major contribution in Pakistan's economy has been the agriculture sector. In spite of the losses by floods and devastation caused to crops, there was a surplus in wheat and sugar production. We must thank Allah Almighty that at least we did not have to import foodstuffs. What I would like to emphasize is that the agriculture sector has been the saviour of Pakistan's economy. Both in the National Assembly and in Senate, a majority of law-makers belong to the agriculture sector but the agriculture sector has been the most neglected sector of the economy of Pakistan and I will tell you how.

The rate of fertilizer and urea today has jumped to Rs.1,800/- a bag, DAP is Rs.4,000/- a bag and Diesel has crossed Rs.100/- per liter mark. As far as the production is concerned, the yield in relation to per acre in Pakistan's major crops, is the lowest in South Asia and South East Asia. The reason being the non-

availability of certified seeds, high cost of fertilizer and inputs, no subsidy on tariffs for lift machines and tube-wells and low rates of crops last year for cotton, sugar cane and rice.

Mr. Chairman, I would like to draw your attention that if you really want to cap the deficit in Pakistan's economy, then you have to be in a position to give a certain amount of incentives to the agriculturists. Sir, I may point out to you here, especially in relation to the Sindh province, the Finance Minister is sitting here, the credit availability in the agriculture sector is the lowest, the example being that an owner of land of 200 acres is unable to get credit of more than 2½ lacs of Rupees. The credit rating has been linked up with produced index units. When you compare the credit facility of the farmer in Pakistan, Bundoo Khan's shop in Karachi gets more credit than the farmer gets, or a paan shop gets more credit than a farmer gets. Why? Unless you are able to provide credit to the farmer, inflation in the last three years has hit the farmer very badly. If he does not have the capability and the capacity of having capital to buy seed, fertilizer, labour, tractor, mechanization, where is the agriculture going to grow from?

Therefore, the first point I want to make out is, I would like to request the Finance Minister that the State Bank of Pakistan should be directed to increase credit facilities to the farming community in Pakistan. (2) Interest rates to the farming community should be subsidized at 7 or 8 percent. Agriculture Development Bank alone is not sufficient, all scheduled banks in Pakistan should be directed to ensure the availability of credit in each district as far as the farming community is concerned.

In last two decades, Vietnam has made tremendous progress, Cambodia, Malaysia, Bangla Desh, India because of the induction of new technology, mechanized farming and the results of

research being brought to the doorstep of the farmer. Our yield is the lowest in South East Asia and South Asia. The Government needs to address this issue. If you want to cover the deficit in Pakistan's economy, you must concentrate basically on providing new technology to the farmer's doorstep. The Finance Minister is sitting here, to give you one example, BT cotton is banned throughout Pakistan and yet BT cotton is grown by 90% of the farming community in Punjab and Sindh. This is the state of affairs.

Now, coming to Sindh specifically, the Province that has sent me here basically in the Senate, there is a lack of credit and there have been floods that we have seen in the last two years in Sindh and there is no drainage at all. The Left Bank Outfall Drain Project and the Right Bank Outfall Drain Project, both have technical and design difficulties and drawbacks. I would request the Finance Minister to please give priority to addressing the issue of drainage in the Province of Sindh both on the left bank and on the right bank. Each year the rains come in the monsoon of July, August and September and the whole farmland of Sindh is totally flooded because there is no drainage. I want to invite the attention of the Finance Minister that we had started a project in 1990-91 by the name of Makhi Farash Link Canal which was to irrigate 15 lac acres of land of Sanghar, Umer Kot and Mirpur Khas. Since 1991 twenty years have passed and the project is still ongoing, I mean if it takes twenty years to complete a project, the earlier part of the project basically vanishes, therefore, I would request the Finance Minister to kindly complete this project this year, whatever ongoing targets remain in relation to the completion. Please provide the necessary amount for the completion of the Makhi Farash Link Canal from Chotiari Phase-II. This is the part of the PSDP and I think it is listed at Sr. No. 41 of the PSDP.

Mr. Chairman! the Government needs to ensure that in relation to cotton, rice, wheat and sugarcane, the farming community in Pakistan is able to receive quality oriented seeds.

جناب والا! میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ بد قسمتی سے یہاں بھی اور قومی اسمبلی میں بھی بیشتر لوگ کہتے ہیں کہ زراعت کے شعبے پر ٹیکس بہت کم ہیں اور مراعات بہت زیادہ ہیں۔ میں آپ کے توسط سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ زراعت وہ واحد شعبہ ہے جس میں زمیندار اور ہاری اپنی فصل کے پچاس پچاس فیصد کے مالک ہیں۔ آپ مجھے کوئی اور مثال دے دیں جس میں صنعتکار ، تاجر یا industrialist اپنی labour کے ساتھ share 50% کرتا ہو۔ یہ وہ واحد شعبہ ہے جس نے پاکستان کی معیشت کو صحیح طور پر growth phenomenon کے لحاظ سے بڑھایا ہے، اس کے باوجود کہ انہیں مراعات نہیں ملیں۔ میری وزیرِ خزانہ سے گزارش ہو گی کہ برائے مہربانی ان علاقوں کو جن کو وفاقی یا صوبائی حکومت نے آفت زدہ قرار دیا ہے، آپ ان علاقوں میں بجلی کے tariff میں رعایت دیں، جو lift machines, ہیں، جو ٹیوب ویل ہیں، جو چرخی علاقے ہیں، ان علاقوں میں برائے مہربانی آپ ہمیں tariff میں رعایت دیں تاکہ وہ incentive کے لحاظ سے پیداوار بڑھا سکیں۔

جناب چیئرمین! میں نے LBOD and RBOD کی بات کر لی۔ آج پاکستان کے جو economy, which the Government is called upon to address, major problems ہیں ان میں اس میں پہلا نمبر circular debt کا ہے۔ The circular debt has increased manifold because of the cost of the furnace oil and the shortage of gas. The Government needs to address this because the shortage of energy has actually affected every sector of Pakistan’s economy, اس نے زندگی کے ہر شعبے دکاندار ، زراعت ، صنعت ، consumers سب کو متاثر کر رکھا ہے، آپ کو اس circular debt کو resolve کرنا پڑے گا۔

جناب والا! ہمیں تعجب اس بات کا ہے کہ ہمارے ہاں اس کے باوجود کہ سورج کی روشنی بارہ مہینے available ہے، solar plants نہیں لگائے گئے، alternative source of power, کے windmills نہیں لگائے گئے۔ ہمارے ہاں صوبہ سندھ میں ریگستان کے علاقے میں in abundance ہوا بھی available ہے اور سورج بھی ہے۔ وزیرِ خزانہ سے ہماری گزارش ہو گی کہ یا تو private sector کو associate کریں یا equity partnership پر حکومت private sector

کے ساتھ مل کر solar and wind energy کے alternative sources پر جائے۔ Private sector نے ٹھٹھہ اور بدین میں چھوٹے پیمانے پر کچھ experimentations کی ہیں لیکن this needs to be broadened on a large scale, if you want to be in a position to evolve alternative sources of energy and power.

جناب چیئرمین! Remittances نے پاکستان کی economy کو سب سے زیادہ فائدہ پہنچایا۔ یہ وہ پاکستانی ہیں جو بیرونِ ملک ہیں، وہ محنت کش ہیں، وہ اپنے خون پسینے سے کمایا ہوا پیسہ پاکستان بھیجتے ہیں۔ اس سال کی remittances 13 billion کے قریب ہیں۔ میری وزیرِ خزانہ صاحب سے یہ گزارش ہو گی کہ overseas Pakistanis کے لیے کہ you must give them some incentives, incentives either for investment in Pakistan here or provide them some investments where they are actually working in the foreign country, wherever their resources basically are.

جناب چیئرمین! اس کے علاوہ دوسری چیز good governance کی ہے۔ عام آدمی یہ چاہتا ہے کہ اسے چادر اور چار دیواری کا تحفظ ملنا چاہیے، everything comes round to good governance, you can have all the money in the world but if you are not having in good governance, everything is lost. اس لیے میں گزارش کروں گا کہ آپ agriculture sector پر مہربانی کر کے توجہ دیں، میں نے آپ کو جس کی نشاندہی کی ہے۔ ان کے بے تحاشہ مسائل ہیں۔

The budget document indicates that the Government would generate about one hundred thousand jobs for internships for graduates and for masters.

(اس موقع پر ایوان میں ظہر کی اذان سنائی دی)

Mr. Acting Chairman: Continue please.

سینیٹر سید مظفر حسین شاہ: چیف وہپ صاحب نے کہا ہے کہ پانچ منٹ میں wind up کریں کیونکہ Standing Committees کے elections ہیں تو میں نے کہا کہ ٹھیک ہے۔

Sir, in the last two years very large areas of Sindh were devastated and they were declared as calamity stricken areas.

Mr. Acting Chairman: Shah *Sahib,* your suggestions are more important. You have taken your time, elections can be delayed for half an hour but your suggestions are more important for our Government, you are rightly to the point.

Senator Syed Muzafar Hussain Shah: Sir, I would request the Finance Minister that areas which have been declared as calamities stricken areas. The agricultural loans which were advanced by the Agriculture Development Bank of Pakistan, the interest there too should be waived and the recovery should be suspended for the financial year 2012−13. This is the demand of those areas, that is the Sanger, Mirpure Khas, Umerkot, Badeen, Tando Allahyar and some portions of Hyderabad which were declared as calamities stricken areas by the Government of Sindh, Federal Government dues be postponed and interest should be waived basically. Then sir, agriculture is the only sector where there is no insurance.

لوگوں کے کروڑوں روپے کے نقصانات ہو گئے ہیں۔

There was no insurance at all, no security. I think, it is high time that the Government should seriously consider a policy of insurance for the agricultural sector and I would like to point out sir, you are very well aware that the Provinces of the Punjab and Sindh in spite of all these adversities produced 14 and a half million bales of Cotton last year. It is a reminder to the President of Pakistan and the growers what their contribution to the economy of Pakistan has been, then my suggestions to the Finance Minister is that there is a committee on the State Bank of Pakistan called the Credit Committee for Agriculture. I would recommend to the honourable Minister for Finance that kindly instruct the State Bank authorities to have members of the Senate and of the National Assembly of

Pakistan as its members and those members who belong to the agricultural sector, in Punjab, Sindh, Khyber Pakhtunkhwa and Balochistan, they would be able to give you the feedback that what is the availability of credit to the farming community in these provinces. Then sir, I would request the Finance Minister that the subsidy on fertilizer should be there, it is not possible for the farmers to pay prices of Rs. 4000/− for DAP and Rs. 1800 to 1900 for Urea. If you want the agriculture to show growth, the Government must give some subsidy to the fertilizers sector for agriculture and in the end sir, I would just like to point out that there are hundreds of thousands of boys in the rural Punjab, Sindh and the other two provinces of Pakistan who are unemployed. We need to be in a position to emphasize on agro−based industries. It is very sad to see that both in Sindh and the Punjab which are the main agricultural production areas like mango and other production, fruit. There are no fruit processing plants, there is no industry which is related to these valued items, they are all basically raw materials, therefore, we have now come to a stage where I think for the agriculture, in the National Assembly and in the Senate we should lobby for basic concessions to the farm sector, that is the basic sector in Pakistan and as I have said sir, lack of credit, this needs to be addressed, new technology needs to be brought in certified seeds, provide drainage to those areas where there is no drainage, minimum support prices for major crops must be regulated, so that the farmer is able to ensure that he gets a fair price in relation to the cost factor what is presently applicable to him and then in the end sir, I would only like to say that the Government has been able to present a budget in difficult time, it is difficult time, both in the International scenario as well as in Pakistan's perspective and the very fact that they have been able to give concessions, one

must compliment the Government of Pakistan and the Finance Minister, he has given subsidies on Utility Stores, increased the Benazir Income Support Programme from 50 billion to 70 billion, the subsidies on the crop sectors have been very large and for the first time revenue generation in Pakistan has shown a substantial increase. Sir, I think, on these points the Finance Minister needs to be complimented. So at the end sir, I would like to thank you for the opportunity that you have given us. I hope that the Finance Minister would at least in relation to the agricultural sector take remedial measures to address these basic problems to farming community in Pakistan. Thank you.

Mr. Acting Chairman: Thank you Shah *Sahib*. It was a very informative speech and one thing more Finance Minister *Sahib*, Please, I know, you are a very busy person, you are busy not only in the National Assembly but out side also.
ہمارے ممبر صاحبان ان کی بہت بڑی شکایت ہے۔ وہ چاہتے ہیں کہ یہاں پر آپ کو کوئی ڈپٹی سیکرٹری کے ذریعے represents نہ کریں۔ آپ خود ہاؤس میں تشریف لائیے، تھوڑا بہت وقت نکال لیں and it is genuine demand from the Opposition and other friends.
ابھی تو کوئی اور کارروائی نہیں ہے۔

The House stands adjourned to meet again on Friday, the 8th June, 2012 at 10:30 A.M.

[The House was then adjourned to meet again on Friday, the 8th June, 2012 at 10:30 A.M.]